راہ عشق و محبت

اور اس کے ثمرات و برکات

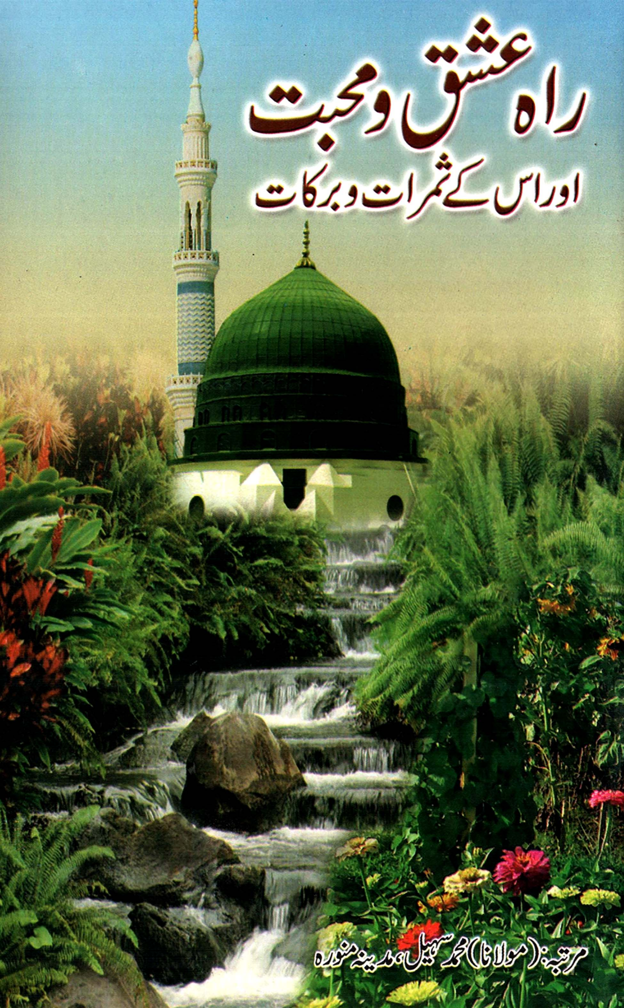

مرتبہ: (مولانا) محمد سہیل، مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راہ عشق و محبت

اور اس کے ثمرات و برکات

مرتبہ: (مولانا) محمد سہیل مدینہ منورہ

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء پبلیشر

ای میل: noorbari786@gmail.com

فون: 0092-312-2502281

۲۳ جمادی الاول ۱٤٤٤

راہ عشق ومحبت
اور
اس کے ثمرات وبرکات

اس رسالے میں

رحمان و وَدود جل شانہ کے کلام ازلی ابدی کی روشنی میں اورمحبوب رب کائنات ﷺ کے دہن مبارک سے نکلنے والے موتیوں میں راہ عشق ومحبت کے ۴۰ ثمرات وبرکات بیان کیے گئے ہیں اور ان کے ذیل میں راہ عشق کے نشیب وفراز سے گزرنے والے عشاق کی عاشقانہ زندگی کے ۶۰ واقعات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

مرتب (مولانا) محمد سہیل مدینہ منورہ

فہرست

''غلام رُوسیاہ کیا لے کے منہ دربار میں آئے'' ۴

''رونق تختِ نبوت ہے وہ ذات'' ۵

راہ عشق و محبت ۶

''فصل اوّل'' عاشق کا تعلق محبوب حقیقی سے اور اس کے ثمرات و برکات ۸

(۱) ایمان کی حلاوت ۸

(۲) ایمان کامل عطا ہونا ۹

(۳) محبوب کی یاد دل میں راسخ ہونا ۱۰

(۴) مصائب و تکالیف میں بھی قلبی راحت اور سکون ۱۱

(۵) محبوب کے ساتھ ایک خاص تعلق (کیفیت احسانی) ۱۳

(۶) اللہ اور اس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت اور فرمانبرداری ۱۴

(۷) بالطف زندگی عطا ہونا ۱۵

(۸) منتہائے مقصود رضائے محبوب ۱۷

(۹) محبوب پر جاں نثاری کا جذبہ ۲۰

(۱۰) محبوب حقیقی کی خاطر اذیتیں برداشت کرنے اور اپنے آپ کو مٹانے کا جذبہ ۲۳

(۱۱) محبوب کی ناپسند صفات، رذائل کا دور ہونا اور نور قلب حاصل ہونا ۲۸

(۱۲/۱۳/۱۴) دنیاوی اعتبار سے تین انعامات عطا ہونا ۲۹

(۱۵) تمام لوگوں سے زیادہ فضیلت حاصل ہونا ۳۲

(۱۶) حبیب خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سچّی محبت ۳۵

(۱۷) آقائے دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم و ادب ۳۹

(۱۸) سید الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذکر مبارک کی کثرت ۴۱

فصل دوم محبوب حقیقی کا تعلق عاشق بندے کے ساتھ اور اس کا اعزاز و اکرام ۴۶

ثمرہ (۱۹) محب کو یاد فرمانا ۴۶

(۲۰/۲۱) محبوب حقیقی کی طرف سے محبت کا اعلان و اظہار ہونا اور مخلوقات کے قلب میں اس کی محبت ڈالنا ۴۸

(۲۲) مقام فنائیت اور تائید غیبی عطا فرمانا ۴۹

(۲۳) اللہ جلّ شانہ کا اپنے عاشق ولی کے دشمنوں سے اعلانِ جنگ فرمانا ۵۱

(۲۴/۲۵/۲۶) رضائے محبوب کا پروانہ اور ہمیشہ کی جنت اور عظیم کامیابی ۵۷

(۲۷/۲۸/۲۹) خوف اور غم سے نجات اور محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے بشارتیں ملنا اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں قبولیت ۵۸

فصل سوم عاشق کا عالم دنیا سے عالم آخرت کی طرف کوچ اور خصوصی نعمتوں سے سرفراز ہونا

(ثمرہ ۳۰) شوق لقائے محبوب ۶۳

(۳۱) عاشق کی موت کا منظر ۶۵

(۳۲) عاشق کی قبر کے اندر کا منظر ۶۷

(۳۳/۳۴/۳۵/۳۶) میدان حشر میں نورانی چہرے، نور کے ممبر اور عرش کا سایہ نصیب ہونا اور انبیاء و شہداء کے لیے قابل رشک ہونا ۷۰

(۳۷/۳۸/۳۹/۴۰) جنت میں خصوصی نعمتوں سے سرفراز ہونا ۷۳

محبت کریں تو کیسے؟ ۷۷

غلام رُوسیہ کیا لے کے منہ دربار میں آئے

حضرت خواجہ عزیزالحسن مجذوب رحمۃاللہ علیہ

جو ہم ترک علائق کرکے کوئے یار میں آئے — تو خارستاں سے گویا گلشن بے خار میں آئے
یکا یک کھل گئیں آنکھیں جو بزم یار میں آئے — اٹھے پردے، ہٹیں تاریکیاں انوار میں آئے
گدا کی حیثیت ہی کیا کہ وہ دربار میں آئے — نہیں دشوار بھی کچھ گرمزاج یار میں آئے
مزے صحت سے بڑھ کر عشق کے آزار میں آئے — نہ ہرگز فرق یارب حالت بیمار میں آئے
تری شیریں زبانی کیا بھلا گفتار میں آئے — مزے اقرار کے ہم کو ترے انکار میں آئے
خجل ، محجوب ، شرمندہ ، پشیماں ، خوار ، نافرماں — غلام رُوسیہ کیا لے کے منہ دربار میں آئے
کنارے آلگے دن اب تو شاہا قید زنداں کے — ابھی چھوٹے ابھی نکلے ابھی سرکار میں آئے
غزل خواں، شادماں، رقصاں، گہے گریاں، گہے خنداں — عجب انداز سے ہم کوچۂ دلدار میں آئے
یہاں کیسی فضا کیسے مزے کیسی بہاریں ہیں — یہ ہم گلزار میں آئے کہ بزم یار میں آئے
مقام وجد ہے اے دل مگر جائے ادب بھی ہے — بڑے دربار میں پہنچے بڑی سرکار میں آئے
کہیں عشاق کے میلے کہیں جمگھٹ حسینوں کے — یہاں کیا آئے حسن و عشق کے بازار میں آئے
خلیل آسا بچا نہ کوئی میری چشم حق بیں میں — بہت گو مہوش و مہ رو لباس یار میں آئے
بڑھا ذوق شہادت اور بھی زخموں کی کثرت سے — نئے ہم کو مزے قاتل ترے ہر وار میں آئے
مہ و خورشید نے دن رات دیکھیں محفلیں کیا کیا — مگر بس کھل گئیں آنکھیں جب اس دربار میں آئے

''رونق تختِ نبوت ہے وہ ذات''

(ملخص از نعت شریف سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہ)

حامد و محمود ممدوحِ خدا — احمد مرسل محمد مصطفیٰ
زینت تاجِ رسالت ہے وہ ذات — رونق تخت نبوت ہے وہ ذات
ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال — محرم خلوت سرائے لایزال
بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی — بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی
مہرباں مثل پدر سب پر عیاں — روز محشر شافع خور دو کلاں
عزت شاہی و فخر سروری — شان بخشش مسند پیغمبری
ہے امین فخر افلاک وہ — تاجدار کشور لولاک وہ
روشنی عرش نور لا مکاں — شمع بزم عالم کون ومکاں
رونق گل زار محبوبی ہے وہ — عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ
شہ سوار عرصۂ چرخ وسما — باز خوش پرواز معراج و علا
راحت وروح روان کائنات — زندگانی پرور جانِ حیات
گرنہ ہوتا پیدا وہ شاہِ نکو — یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو
ہے وہ سرمایہ وجود کائنات — دونوں عالم سے ہے مقصود اس کی ذات
گر ہوا آخر میں وہ شاہ جلیل — پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل
گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً — پر حقیقت میں ہے سب کا پیشوا
گرچہ آخر ہے ثمر،اول شجر — کب شجر ہو تا، نہ ہو تا گر ثمر
بس سمجھ لے اس سے توائے رہ نمو — رمز''نحن الاٰخرون السابقون''
ہے وہی شاہِ جہاں،سب اس کے خیل — ہے وہی مقصودِ کل باقی طفیل

راہِ عشق و محبت

بسم اللّٰہ و الحمد للّٰہ و الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللّٰہ

محبوب حقیقی جل شانہٗ نے اپنے کلام ازلی ابدی میں ایمان والوں کی شان یہ بیان فرمائی ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اورسورۃ توبہ کی آیت قل ان کان اٰبائکم الخ میں اس حقیقت کو واضح فرمادیا کہ اگر کسی بھی چیز کی محبت اللہ جل شانہٗ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہو تو ہمارے عذاب کا انتظار کرو حدیث پاک میں شاہ خوبان عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لا یؤمن احدکم حتیٰ یکون اللّٰہ ورسولہ احب الیہ مما سواھا تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ تمہیں ان کے علاوہ ہر فرد اور ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہوجائیں۔

لہٰذا ایسی محبت حاصل کرنا ایمان کا بنیادی تقاضہ ہے جس کا سب سے بڑا ثمرہ یہ ہے کہ: من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ جو اللہ کا ہوگیا' اللہ اس کا ہوگیا۔

فنا ہوگیا جو تری دوستی میں　　توہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا

اور محبوب حقیقی جو معبود بھی ہیں' مسجود بھی ہیں' خالق بھی ہیں مالک بھی ہیں' رازق کل' فاعل حقیقی بھی وہی ہیں' سارے ہی بندے اُس بے نیاز ذات کے نیاز مند ہیں' اس کے ساتھ جس بندے کا رشتہ الفت استوار ہوگیا تو اس کو اور کیا چاہیئے۔

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری　　جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

ایسے بندے کو دنیا کی سب سے بڑی نعمت سکون قلب سب سے زیادہ عطا ہوتا ہے' بالطف زندگی دی جاتی ہے' اللہ پاک اپنی معیت عطا فرماتے ہیں جس کی برکت سے

مشکلات اور مصائب میں بھی اس کو قلبی راحت نصیب ہوتی ہے، پھر عالم دنیا سے عالم برزخ، عالم آخرت میں وہ انعامات دیئے جاتے ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال گذرا، پھر دیدار خداوندی کی نعمت اس کو سب سے زیادہ عطا ہوگی، بقدر معرفت ومحبت ملے گی، جس کے سامنے دنیا وآخرت کی ساری نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی اور جنت میں شاہ خوبان عالم ﷺ کی معیت نصیب ہوگی۔

یہی عشق ومحبت خانقاہی نظام کا حاصل اور تصوف کا مقصود اصلی ہے، بشرطیکہ محبوب حقیقی کی یاد اطاعت کاملہ کے سچے جذبے کے ساتھ دل میں راسخ ہوجائے ——— اسی کے لیے عشاق اولیاء اللہ کی صحبت اور ذکر کی کثرت کا نسخہ تجویز کیا گیا ہے ——— یہی راہِ عشق ومحبت ہے، جس کے ۴۰ ثمرات وبرکات قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کیے جاتے ہیں اور اسی ذیل میں اُن عشاق اولیاء اللہ کے کچھ عبرت آموز قصے بھی درج کیے جائیں گے جو اس راہ کے نشیب وفراز سے گذرے اور دارین کی سعادتوں سے مشرف ہوئے۔

جو عشق صادق کا سوز کامل ان اپنی آہوں میں کرلے شامل
تو کون سی پھر مہم ہے اے دل جو آہ کرتے ہی سر نہیں ہے

فصل اول

عاشق کا تعلق محبوب حقیقی سے اور اس کے ثمرات و برکات

۱۔ ایمان کی حلاوت

عن انس رضي الله عنه قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم ثلث من كن فيه وجد حلاوة الايمان ان يكون اللّٰهُ ورسولُه اَحبَّ اليه مِمَّا سواهما و اَن يُّحب المرءَ لايحبّه الا للّٰه وان يكرهَ اَن يَّعودَ في الكفر كما يكرهُ ان يُّقذَفَ في النَّار (بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی حلاوت اس کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی ایک یہ کہ اللہ و رسول کی محبت تمام ماسوا سے زیادہ ہو دوسرے یہ کہ جس آدمی سے بھی اس کو محبت ہو صرف اللہ ہی کے لیے ہو اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی نفرت اور ایسی اذیت ہو جیسے آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔

فائدہ:

جس طرح لذیذ اور ذائقہ دار مادی غذاؤں میں ایک لذت ہوتی ہے جس کو صرف وہی آدمی پاسکتا ہے جس کی قوت ذائقہ کسی بیماری کی وجہ سے ماؤف اور خراب نہ ہوئی ہو اسی طرح ایمان میں ایک خاص لذت اور حلاوت ہے لیکن وہ اُسی خوش قسمت کو حاصل ہوسکتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسا سرشار ہو کہ ہر چیز سے زیادہ اس کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو اور اس محبت کا اس کے دل پر ایسا قبضہ اور تسلط ہو کہ اور جس سے بھی وہ محبت کرے صرف اللہ کے لیے کرے اور کفر کی طرف جانا اس کو ایسے ہی ناپسند ہو جائے

جیسے آگ میں جانا ناپسند ہوتا ہے۔امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو دشمنوں نے اذیتیں دیں، قید و بند میں ڈالا مگر وہ اپنے شاگرد امام ابن قیمؒ سے فرماتے ہیں میرے دشمن میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں، میری جنت میرے سینے میں میرے ساتھ ہے، اگر میں کہیں جاؤں تو مجھ سے جدا نہیں ہوتی۔ (الوابل الصیب)

۲۔ ایمان کامل عطا ہونا

عن ابی امامة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من احب للّٰه و ابغض للّٰه و اعطیٰ للّٰه و منع للّٰه فقد استکمل الایمان (ابوداؤد)

حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ ہی کے لیے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کی، اور اللہ ہی کے لیے دیا اور اللہ ہی کے لیے دینے سے رک گیا (جہاں نہ دینے میں اللہ کی رضا معلوم ہوئی وہاں نہ دیا) تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔

فائدہ:

یعنی جس شخص نے اپنے حرکات وسکنات اور اپنے جذبات کو اس طرح محبوب جل شانہ کی مرضی کے تابع کر دیا کہ وہ جس سے تعلق جوڑتا ہے، اللہ ہی کی رضا کے لیے جوڑتا ہے اور جس سے توڑتا ہے اللہ ہی کے لیے توڑتا ہے، جس کو دیتا ہے اللہ ہی کے لیے دیتا ہے اور جس کے دینے سے ہاتھ روکتا ہے صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لیے روکتا ہے غرض اس کے سارے کام اللہ جل شانہٗ کی رضا کے جذبے سے ہو جائیں اس کا ایمان کامل ہو گیا ـــــ یہ بھی راہ عشق کا ثمرہ ہے۔ جب محبت کامل ہوتی ہے تو سارے جذبات وخیالات محبوب کی مرضی کے مطابق ہو جاتے ہیں اور ایمان کامل ہو جاتا ہے اور اگر یہ محبت ناقص ہے تو ایمان بھی ناقص ہوتا ہے، چنانچہ دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: ’’تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک تمام ماسوا سے زیادہ

محبوب نہ ہو جائیں‘‘ (بخاری و مسلم) نیز ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ محبوب کی یاد دل میں راسخ ہونا

راہ عشق کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے محبوب حقیقی جل شانہٗ کی یاد دل میں راسخ ہو جاتی ہے‘ یہاںتک کہ وہ یاد انتہائی برے ماحول میں اور انتہائی غفلت کے اوقات میں بازاروں میں‘ تجارت اور خرید و فروخت کے وقت بھی دل میں قائم رہتی ہے‘ چنانچہ اللہ کریم نے اپنے کلام پاک میں ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے :

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ (النور: ٣٧)	(کامل ایمان والوں کی تعریف کے ذیل میں ہے) وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غفلت میں ڈالتی ہے نہ خرید و فروخت۔

محبوب کی یاد اور اطاعت کی برکت سے ان کو وہ نور عطا ہوتا ہے کہ جس کے آثار ان کے ظاہر پر بھی ہویدا ہوتے ہیں‘ چنانچہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے‘ (احمد بیہقی) اور ایک روایت میں ہے کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے‘ (ابن ماجہ) سچی محبت کا لازمی ثمرہ ’’یاد محبوب‘‘ ہوتا ہے۔ ؎

کبھی نظر میں جمال تیرا　　کبھی نظر میں جلال تیرا
بس اب ہے دل اور خیال تیرا　　کسی کا اس میں گزر نہیں ہے
اسی پہ رکھ اپنی بس نظر تو　　نگہ نہ دوڑا اِدھر اُدھر تو

خود اس سے ہے لاکھ بے خبر تو وہ تجھ سے خود بے خبر نہیں ہے

محمد مقدسیؒ نے ایک اللہ والے کو دیکھا' انہیں قید میں ڈال دیا گیا ہے' انہوں نے ان سے فرمایا: اے محمد دیکھتے ہو میرے ساتھ کیا کیا گیا ہے' پھر فرمایا میں تمہیں قاصد بناتا ہوں تم اس (محبوب حقیقی) سے کہہ دو کہ اگر آسمانوں کو میرے گلے کا طوق بنادے اور زمین کی بیڑیاں پاؤں میں ڈالدے تو بھی تجھے چھوڑ کر غیر کی طرف ایک لحظہ بھی التفات نہ کروں گا پھر دو شعر پڑھے :

عَلیٰ بُعْدِكَ لَا يَصْبِرُ مَن عَادَتُه القُربُ وَلَا يَقْوی عَلٰی قَطْعِكَ مَن تَيَمَّهُ الْحُبُ

ترجمہ

''وہ تیری جدائی پر صبر نہیں کرسکتا جس کی عادت قرب کی ہوگئی ہے اور وہ قطع تعلق پر قادر نہیں ہے جس کو محبت نے غلام بنادیا ہے۔''

ثَوىٰ حُبُّكَ فی قَلْبِیْ وَاَحْرَقَ حَرُّه كَبِدی اذَالَمْ تَرَكَ الْعَيْنُ فقد اَبصَرَكَ القلب

تیری محبت میرے دل میں اور اس کی تپش میرے جگر میں ہے اگر آنکھ تجھے نہیں دیکھتی تو دل تو دیکھتا ہے۔

٤۔ مصائب و تکالیف میں بھی قلبی راحت اور سکون

جب محبوب حقیقی کی یاد اور محبت دل میں راسخ ہوجاتی ہے تو ایسے شخص کو اللہ پاک دنیا کی سب سے بڑی نعمت قلبی راحت' قلبی سکون سب سے زیادہ عطا فرماتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَيَهْدِی اِلَيه مَن اَنَاب ط الَّذِيْن آمَنُوا وَتَطْمَئِن قُلُوْبهم بذكر الله اَلَا بِذِكر الله تَطْمَئِن القلوب (سورہ رعد)

اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو ہدایت فرماتے ہیں' وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے' خوب سمجھ لو

کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اُس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

پھر جیسے جیسے محبوب کی یاد اور محبت بڑھتی ہے یہ اطمینان کی کیفیت بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ اگر جسم پر تکلیف بھی آئے تو بھی دل پُر سکون ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات اس تکلیف سے بھی لطف اندوز ہوتا ہے' سندھ کے ایک اللہ والے شدید درد گردہ میں مبتلا بستر پر اسی تکلیف و کرب میں یوں گویا ہوتے ؎

لُطف سَجَن مدام مدام' قہر سَجَن کدِی کدِی

ایں وی سجن واہ واہ' اُوں وی سجن واہ واہ

یعنی سجن (محبوب) کی مہربانی ہردم ہر آن ہے' اس کی طرف سے کبھی کبھی تکلیف آتی ہے' مگر سجن کی اس بات میں بھی مزا ہے اور اُس بات میں بھی مزا ہے۔

وجہ ظاہر ہے کہ جب دل محبت سے سرشار ہو اور عشق حقیقی دل میں جلوہ گر ہو تو پھر محبوب کی طرف سے جو بات بھی پیش آئے وہ بھلی معلوم ہوتی ہے' ع ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو۔

حضرت بشر ابن الحارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شروع سلوک میں جزیرۂ ''عبادان'' کا قصد کیا' وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ اندھا اور کوڑھی اور مجنون اور مرگی زدہ ہے اور چیونٹیاں اس کا گوشت کھا رہی ہیں' میں نے اُس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور کچھ کہتا رہا' جب اس کو ہوش آیا تو کہنے لگا ''یہ کون اجنبی آدمی ہے جو میرے اور میرے پروردگار کے معاملے میں دخل دیتا ہے' اگر وہ میرا ایک ایک جوڑ کاٹ ڈالے گا تب بھی اس کی محبت زیادہ ہی کروں گا'' بشرؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد جب کبھی مجھکو اس طرح کا معاملہ بندے اور پروردگار میں معلوم ہوا میں نے کبھی اس کو برا نہیں جانا ؎

کسی کی یاد ہی سے اب تو میرا جی بہلتا ہے — اسی سے اب تو پاتی ہے سکوں جانِ حزیں میری

حوادث میں بھی کس صبر و سکوں کے ساتھ بیٹھا ہوں — تسلّی کر رہا ہے دَم بدم اک ہم نشیں میری

۵. محبوب جل شانہ کے ساتھ ایک خاص تعلق

(کیفیت احسانی)

راہیٔ عشق جب محبوب حقیقی کی اطاعت کے ساتھ اس کی یاد اور محبت میں ترقی کرتا ہے تو ایک دن وہ مبارک ثمرہ ظاہر ہوتا ہے جس کے لیے خانقاہی کوششیں کی جاتی ہیں اور وہ محبوب حقیقی سے ایک خاص تعلق ہے، جس کو کیفیت احسانی بھی کہتے ہیں، نسبت بھی کہا جاتا ہے، جس میں دل کی آنکھوں سے محبوب جل شانہ کے انوار کا مشاہدہ ہوتا ہے جس کی تعبیر آسان الفاظ میں ''محبوب حقیقی کی یاد کے ساتھ اس کی محبت کا دل میں راسخ ہوجانا'' ہے، قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے، اللہ جل شانہ فرماتے ہیں

(۱) إِنَّ رَحمَةَ اللّٰہِ قریبٌ من المُحسنِیْن ۔	(۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں سے بہت قریب ہے
(۲) لِلَّذِیْنَ اَحسَنُوْا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃ	(۲) جن لوگوں نے احسان کو انجام دیا ان کے واسطے خوبی ہے، یعنی جنت اور مزید برآں (خدا کا دیدار) بھی

اور سیّد المرسلین ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سوال پر احسان کا یہ مطلب بیان فرمایا کہ اَن تَعبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہ یعنی اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔

حضرت دعیل یمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کیا آپ اپنے رب کو دیکھتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا رب کو دیکھوں نہیں تو اس کی عبادت بھی نہ کروں، دعیلؒ نے عرض کیا کس طرح دیکھتے ہیں؟'' تو آپؓ نے فرمایا ''اے دعیل اللہ جل شانہٗ کو ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں البتہ دل کی آنکھیں صدق وایمان کے ساتھ دیکھتی ہیں''۔

جاذب حسن میری چشم تماشائی ہے لوح دل پہ تری تصویر اُتر آئی ہے
دل ازل سے ہے، کوئی آج کا شیدائی ہے تھی جو اک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے

ثمرہ نمبر ۶: اللہ اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری

سچی محبت کا تقاضا اطاعت ہوتا ہے سچی محبت رکھنے والے کو ہر وقت یہ فکر دامن گیر ہوتا ہے کہ محبوب میری کسی بات یا کسی عمل سے ناراض نہ ہو جائے اور میرا ہر کام اس کی پسند کے مطابق ہو، میرا لباس، خدوخال ہر چیز اس کی پسند کے موافق ہو، جس بات اور جس عمل سے محبوب خوش ہوتا ہے اسی میں اس کی خوشی ہوتی ہے

جو ان کی خوشی ہے وہی اپنی بھی خوشی ہے
جا، دل تجھے چھوڑا کہ جدھر وہ ہیں اُدھر ہم

محبت کے اسی تقاضے کی جانب محبوب حقیقی جلّ شانہ اپنے کلام پاک میں اپنے چاہنے والوں کو متوجہ فرماتے ہیں، ارشاد ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ	آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم
فاتبعونی یُحببکم اللہ	لوگ میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے
ویغفرلکم ذُنوبکم واللہ	اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ
غفوررّحیم (آل عمران ۳۱)	بہت معاف کرنے والے بڑے مہربان ہیں۔

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے ''تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس کے تابع نہ بن جائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔

اسی لیے اللہ عزوجلّ اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والا بھی اپنے ہر قول وفعل میں اور تمام حرکات وسکنات میں محبت کے اس تقاضے کو پورا کرنے کی فکر رکھتا ہے اور اپنے آپ کو

شریعت مقدسہ اور سنت مطہرہ کے مطابق ڈھال لیتا ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے نام انگریز حکومت کی طرف سے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے۔ سب احباب کے اصرار سے حضرت نانوتویؒ کو ایک گھر میں چھپادیا گیا، تیسرے روز آپ زبردستی گھر سے باہر نکل آئے اور ارشاد فرمایا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غارِ ثور میں تین دن ہی پوشیدہ رہنا ثابت ہے۔ (اکابر علماء دیوبند)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ ''صلہ رحمی'' کی نیت سے ایک عزیز کے گھر کاندھلہ تشریف لے گئے اور وہ کسی غلط فہمی کی بناء پر ناراض تھے جس کا حضرت کو خیال بھی نہ تھا حضرت نے سلام کیا انہوں نے منہ پھیر لیا، حضرت نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے تو انہوں نے ہاتھ کھینچ لیے حضرت وہاں تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس آ گئے۔ واپسی پر ایک دوسرے عزیز جو ساتھ گئے تھے اور یہ سب کچھ دیکھ چکے تھے انہوں نے سخت الفاظ کے ساتھ کہا کہ پھر کبھی ان کے یہاں آؤ گے؟ تو حضرت شیخ نے فرمایا ضرور آؤں گا یہ ان کا فعل تھا جو انہوں نے کیا، وہ میرا فعل ہوگا جو میں کروں گا، ہمیں حدیث پاک میں صِلْ مَنْ قَطَعَكَ کا حکم دیا گیا ہے یعنی ''جو رشتہ توڑے اس سے جوڑو''۔ (اکابر کا تقویٰ)

ثمرہ نمبر ۷۔ بالطف زندگی عطا ہونا:

راہ عشق کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے دنیا ہی میں بالطف زندگی عطا ہوتی ہے کیوں کہ اللہ جل شانہ نے خود اپنے کلام پاک میں دو چیزوں پر بالطف زندگی دینے کا وعدہ فرمایا ہے ارشاد ہے:

من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیٰوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم بأحسن ما کانوا یعملون (النحل ۹۷)

جو کوئی نیک کام کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں)

بالطف زندگی دیں گے اور (آخرت میں) ان کو ان کے اچھے کاموں کے عوض نیک بدلہ دیں گے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ دنیا میں ''بالطف زندگی' ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کو قناعت کی دولت نصیب ہو (یعنی حق تعالیٰ نے جو دیا اس پر رضا وشکر ہو زیادہ کی ہوس نہ ہو) ایسے شخص پر مشکلات بھی آئیں تو اس کا دل مطمئن ہوتا ہے کہ ان پر اجر وثواب ملنے والا ہے اس سے وہ مسرور ہوتا ہے اور دنیا کی نعمتوں کی زیادتی کی ہوس اس کے دل میں نہیں ہوتی لہٰذا اس کی زندگی بالطف بن جاتی ہے۔

مقام غور ہے کہ آیت بالا میں بالطف زندگی کا وعدہ دو چیزوں پر فرمایا گیا ہے ایمان اور اعمال صالحہ، تو جس شخص کو اللہ اور اس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبت کاملہ حاصل ہوگئی اس کا ایمان بھی کامل ہوگیا جیسا کہ گذشتہ اوراق میں روایات بیان ہوئیں اور ایسے شخص کو اعمال صالحہ بھی اوروں سے زیادہ حاصل ہوتے ہیں کیوں کہ ایسا شخص محبوب حقیقی کے ظاہری احکام (یعنی عبادات، معاملات، معاشرت، معیشت، ظاہری اخلاق) کی طرح باطنی احکام پر بھی عمل پیرا ہے۔ (دل کو تکبر، حسد، کینہ، عجب، بخل، طمع، حرص، نفاق، حُب شہرت وناموری حب مال وغیرہ سے بچانا اور ان کے بجائے محبوب جل شانہ کی پسندیدہ صفات یعنی تواضع، زہد وقناعت، توکل، اخلاص، صبر، شکر، خوف ورجاء، توبہ، محبت، صدق اپنے دل میں پیدا کرنا) اس بناء پر اس کا ظاہر وباطن اعمال صالحہ سے آراستہ ہوتا ہے، لہذا اس کو وہ بالطف زندگی حاصل ہوتی ہے جو اوروں کو نصیب نہیں ہوسکتی، چنانچہ آیت بالا ہی کی تفسیر میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں:

بندے کو جب اللہ سے محبت ہوتی ہے تو جو کچھ محبوب کی طرف سے اس کو پہونچتا ہے تلخی ہو یا شیرینی وہ سب سے لذت اندوز ہوتا ہے۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا ہے محبوب کی طرف سے جو

دکھ پہونچتا ہے وہ محبوب کی طرف سے ملنے والے سکھ سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے، دکھ میں تو صرف رضا محبوب ہوتی ہے اور سکھ میں (کچھ) ذاتی مقصد (بھی) ہوتا ہے اور (خالص) رضاء محبوب زیادہ لذت آفریں ہوتی ہے اور محبّ (محبت کرنے والے) کو محبوب کی مرضی ہی سب سے پیاری ہوتی ہے عارف رومی قدس سرہ فرماتے ہیں:

؎ عاشقم برلطف وبر قہرت بجد اے عجب من عاشقم بر ہر دو ضد

ناخوش ازوے خوش بود درجان من جاں فدائے یار جاں رنجان من

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض عارفین کا قول ہے کہ ''یہ بے چارے دنیاوالے دنیا سے رخصت ہوگئے مگر یہاں کی سب سے عمدہ چیز کو چکھا تک نہیں، کسی نے پوچھا کہ وہ عمدہ چیز کیا ہے؟ تو جواب دیا اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی معرفت، اس کا ذکر اور اس کی یاد اور بعض عارفین کا قول ہے کہ ''مجھ پر خوشی کے بعض اوقات ایسے گذرتے ہیں کہ بے اختیار کہہ اٹھتا ہوں کہ اگر جنت والوں کو بھی یہ حال نصیب ہے تو پھر اچھے حال میں ہیں''۔

''فضائل رمضان'' میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ نے حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

''(رمضان المبارک میں) کئی کئی دن ایسے گزر جاتے کہ تمام شب کی مقدار سحر وافطار بے دودھ کی چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی، ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے لجاجت سے عرض کیا ضعف بہت ہوجائے گا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے تو حضرت نے فرمایا کہ الحمدللہ جنت کا لطف حاصل ہورہا ہے''۔ (اور سنا ہے کہ اس وقت چہرہ مبارک انار کی طرح سرخ تھا) (دنیا میں جنت)

ثمرہ نمبر ۸. منتہائے مقصود رضائے محبوب

عاشق کا منتھائے مقصود محبوب جل شانہ کی رضا ہوتا ہے اور اس کے رضا کے سامنے اس کو دنیا

وآخرت کی نعمتیں ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔اللہ جل شانہ ایسے شخص کی مدح میں فرماتے ہیں:

ومن الناس من یشری نفسه ابتغآء مرضات الله والله رؤف بالعباد(البقرۃ:۲۰۷)	اور بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اپنی جان کواللہ کی رضا جوئی میں بیچ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پرنہایت مہربان ہیں"۔

اللہ جل شانہ آخرت کی بیش بہا نعمتیں ذکر فرما کر اپنی رضا کی فضیلت بیان فرماتے ہیں:

وعد الله المؤمنین والمؤمنات جنٰت تجری من تحتها الأنهر خالدین فیها ومسٰکن طیبة فی جنٰت عد ن ورضوان من الله اکبر ذٰلك هوا لفوز العظیم(التوبة)	اللہ تعالیٰ نے ایمان دار مردوں اورعورتوں سے ایسی جنتیں دینے کا وعدہ کرلیا ہے جن کے درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی،ان جنتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور عدن کے باغوں میں نفیس مکانوں کا وعدہ کیاہے اور ان سب (نعمتوں) سے بڑی اللہ کی رضامندی ہے اوریہی بڑی کامیابی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشادفرمایا: اللہ جل شانہ اہل جنت سے فرمائیں گے"اے جنت والو!جنتی جواب دیں گے اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں اور خدمت کے لیے موجود ہیں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیاتم خوش ہوگئے،جنتی عرض کریں گے راضی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے آپ نے ہمیں وہ چیزیں عطا فرمائیں جوکسی کونہیں دیں،اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے ان سب سے بڑھ کوایک چیز اورتم کودی،جنتی عرض کریں گے وہ کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں اپنی رضا (خوشنودی) تم کو دیتا ہوں،آئندہ کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔(بخاری ومسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کاارشادنقل کرتے ہیں کہ:

''جب اہل جنت جنت میں داخل ہوچکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم کو کسی اور چیز کی طلب ہے جو میں عطا کروں جنتی عرض کریں گے اے ہمارے مالک جو کچھ تو نے ہم کو عطا فرمادیا اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہے،، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری رضا مندی ان سب سے بڑھ کر ہے۔'' (طبرانی)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو نماز عشاء سے صبح تک مراقبہ میں مشغول دیکھا کہ صرف پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہیں، ایڑی اور پنجہ اٹھا ہوا ہے اور تھوڑی سینے پر رکھے ہوئے ہیں اور آنکھیں کھلی ہیں، صبح کے وقت بہت دراز سجدہ کیا پھر قعدے میں بیٹھے پھر یہ دعا کی:

''اے اللہ آپ سے ایک قوم نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے ان کو پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا اور زمین کا طے کرنا، اشیاء کی ماہیت بدل دینا بطور کرامت کے عطا کیا، اسی طرح بیس سے زائد کرامتیں شمار کیں، پھر کہا وہ اس پر راضی ہوگئے اور میں ان باتوں سے پناہ مانگتا ہوں'' پھر میری طرف دیکھا، فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ''جی حضرت'' فرمایا: ''تم کب سے یہاں کھڑے ہو؟'' میں نے کہا ''بہت دیر سے'' یہ سن کر خاموش ہوگئے، میں نے عرض کیا '' کچھ حالت مجھ سے بیان فرمائیے'' فرمایا'' تیرے مناسب حال بیان کرتا ہوں'':

''حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے فلک سفلیٰ میں داخل فرمایا اور ملکوت سفلیٰ میں گشت کرایا اور زمین میں تحت الثریٰ تک سیر کرائی پھر مجھے فلک علوی میں پہنچایا اور جملہ افلاک اور جہات اور عرش کی سیر کروائی پھر مجھے سامنے کھڑا کر کے فرمایا تجھے کون سی چیز پسند آئی جو تجھے دی جائے، میں نے عرض کیا مجھے کوئی چیز پسند نہ آئی جو میں آپ سے طلب کروں، فرمایا تو میرا سچا بندہ ہے جو صدق دل سے میری عبادت کرتا ہے اور میرے ہی واسطے میری عبادت کرتا ہے، میں تیرے ساتھ یہ کروں گا اور یہ کروں گا اور بہت سی اشیاء کا شمار کیا جن سے میں گھبرا گیا اور مجھے تعجب ہوا''

الغرض راہ عشق پر چلنے والے کا منتہائے مقصود رضائے محبوب جل شانہ ہو جاتا ہے اس کی رضا کے مطابق (جس کی میزان شریعت ہے) وہ اپنی زندگی ڈھال لیتا ہے اور ہر کام اسی کی خوشنودی کی خاطر کرتا ہے، بقول عارف شیرازیؒ:

ے فراق وصل چہ باشد رضائے دوست طلب   کہ حیف باشد از او غیر او تمنائے

ثمرہ نمبر (۹) محبوب پر جاں نثاری کا جذبہ:

راہ عشق ومحبت کا ایک مبارک ثمرہ محبوب کی خاطر جاں نثاری کا جذبہ بھی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ پاک نے اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت کے ساتھ "اللہ کی راہ میں جہاد" کی محبت کا ذکر (سورہ توبہ میں) فرمایا ہے اور (سورہ صف میں) ایسے لوگوں سے اپنی محبت کا اعلان فرما دیا ہے جو اس کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرات صحابہ کرامؓ کے واقعات بے شمار ہیں جن سے ان کی جاں نثاری کا جذبہ عملی طور پر سامنے آتا ہے۔

غزوہ بدر میں اصحاب بدر کی جاں نثاری اور اس سے پہلے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کا اظہار کس قدر ایمان افروز ہے! چنانچہ حضرت مقدادؓ نے اپنی جانثاری کا اظہار اس طرح پیش خدمت کیا..... "یارسول اللہ جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجئے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں، خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے "اذھب أنت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون (اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں) بلکہ ہم یہ عرض کریں گے "اذھب أنت وربك فقاتلا انا معکما مقاتلون (یعنی آپ اور آپ کا پروردگار جہاد وقتال کریں ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد وقتال کریں گے (ابن اسحاق اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ہم آپ کے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے سے لڑیں گے۔

ان کے یہ عرض کرنے سے رسول کریم ﷺ کا نورانی چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھا (بخاری)

اور حضرت سعد بن معاذؓ نے اپنی جاں نثاری کے اظہار میں جو کچھ عرض کیا اس میں یہ الفاظ بھی ہیں ''ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں (جس میں اشارہ ہے کہ ہمارے اموال اصل میں آپ کی مِلک ہیں) اور مال کا جو حصہ آپ لیں گے وہ ہمیں اس حصہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا جو آپ ہمارے پاس چھوڑیں گے......... قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا الخ (تفصیل سیرۃ المصطفیٰ میں ملاحظہ ہو)

یہ وہ جاں نثاری کے جذبات تھے جس کا عملی نمونہ ان حضرات نے اولاً اسی معرکہ ''بدر'' میں پیش کیا اور جاں نثاری کی وہ تاریخ رقم کی جو رہتی دنیا تک اہل محبت کے لیے مشعل راہ بن گئی۔

پھر میدان ''احد'' جو ایک طرف صحابہ کرامؓ کے لیے صبر واستقلال کا میدان بنا تو دوسری طرف جاں نثاری کا معرکہ بنا، اس میں حضرت طلحہؓ کا حضور ﷺ کے لیے ڈھال بننا اور ستر اسّی زخم کھانے کے باوجود اپنی جگہ جمے رہنا، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا آپ کے لیے ڈھال بننا، حضرت قتادہؓ کا اپنا چہرہ دشمنوں کی طرف کر کے حضور ﷺ کی حفاظت کرنا، حضرت علیؓ کا تنہا دشمن کے جتھوں کو حضور ﷺ کی طرف سے بار بار ہٹا دینا وغیرہ وغیرہ جاں نثاری کے ایسے واقعات ہیں جنکی تفصیل سیرت کی کتابوں میں اور ان کا کچھ خلاصہ راقم کی کتاب ''شاہ خوبان عالم ﷺ'' میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اب گزشتہ دور کے اکابر کے دو واقعات عرض کیے جاتے ہیں:

ا۔ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے سلسلے میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پھانسی کی کوٹھری میں تھے، اس کے بعد لدھے رام کی عدالت میں پیش ہوئے اور اس نے شرمندہ ہو کر اپنا بیان واپس لے لیا تو حضرت بخاریؒ پر کیس ختم ہو گیا۔ آپ جیل سے باہر آئے تو رو رہے تھے، کسی نے

پوچھا حضرت کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا! میں تو تیاری کر چکا تھا کہ موت شہادت کی آئے گی (یعنی ناموس رسالت کے لیے پھانسی ہوگی) اور میں پھانسی کے تختے پر رسی کو چوم لوں گا، فرمایا! جیل میں اِدھر میری آنکھ بند ہوتی تھی، اُدھر محمد عربی ﷺ کی زیارت ہو جایا کرتی تھی (عشق رسول اور علمائے دیوبند)

۲۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران ایک موقع پر حضرت مولانا تاج محمودؒ جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد میں شمع رسالت کے پروانوں کے ایک بے انتہا مجمع سے خطاب کر رہے تھے۔ وہ قادیانیت اور اس کے تحفظ کے لیے حکومت وقت کی طرف سے کئے گئے اقدامات کے خلاف بھرے ہوئے اس مجمع سے خطاب کرتے ہوئے لوگوں کو سول نافرمانی کی ترغیب دے رہے تھے۔

مولانا تاج محمودؒ کے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی یہ آواز مسجد کی سیڑھیوں کے نزدیک کھڑی ایک خاتون بھی ہمہ تن گوش ہو کر سن رہی تھی، دفعۃً شدت جذبات سے مغلوب ہو کر ساری مسجد میں پھیلے ہوئے مجمع کو چیرتی ہوئی وہ آگے بڑھی اور اپنی گود کے بچہ کو منبر کے نزدیک جا کر (جہاں مولانا کھڑے تقریر کر رہے تھے) مولانا کی طرف اچھال دیا اور پنجابی زبان میں کہا کہ ’’مولوی صاحب میرے پاس یہی سرمایہ ہے۔ اسے سب سے پہلے حضور ﷺ کی آبرو پر قربان کردو‘‘ یہ کہہ کر وہ عورت الٹے پاؤں باہر کی طرف چل پڑی۔ اس وقت سارا مجمع دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ خود مولانا کی آواز گلوگیر اور رندھی ہوئی تھی، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ لوگو! اس بی بی کو جانے نہ دینا۔ اسے بلاؤ، چنانچہ اس خاتون کو بلایا گیا اور مولانا نے کہا کہ: بی بی! سب سے پہلے گولی تاج محمود کے سینے سے گزرے گی، پھر میرے اس بچے (اپنے قدموں میں بیٹھے اپنے معصوم اکلوتے بیٹے طارق محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کے سینے سے، پھر اس مجمع کے تمام افراد گولیاں کھائیں گے اور جب سب قربان ہو جائیں تو اپنے اس بچے کو لے آنا اور اللہ کے

پیارے نبی ﷺ کی عزت پر قربان کر دینا، یہ کہا اور وہ بچہ اس عورت کے حوالہ کر دیا۔

(ہفت روزہ ''لولاک''، فیصل آباد، مولانا تاج محمودؒ نمبر ص ۸۲)

ثمرہ نمبر ۱۰۔ محبوب حقیقی کی خاطر اذیتیں برداشت کرنے اور اپنے آپ کو مٹانے کا جذبہ

راہ عشق کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ سچی محبت کی برکت سے اپنے آپ کو مٹانے اور محبوب کی خاطر اذیتیں برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، ایسا شخص اپنے محبوب کی خاطر اپنی جان و مال سے زیادہ قیمتی چیز اپنی شان و شوکت کی پرواہ نہیں کرتا اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الأرض ولا فساداً والعاقبة للمتقين (القصص ۸۳)

یہ عالم آخرت ہم انہی لوگوں کے لیے خالص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔

ایسے لوگ محبوب حقیقی جل شانہ کی محبت اور رضا کو ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں، کائنات کے ہر فرد اور ہر چیز کے مقابلے میں انہیں محبوب جل شانہ کی رضامندی عزیز ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: لاتجد قوما يؤمنون بالله واليوم الأخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آبائهم اوابنائهم او اخوانهم او عشيرتهم اولئك كتب فى قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه ويد خلهم جنٰت تجرى من تحتها الانهر خالدين فيها رضى الله عنهم ورضواعنه (مجادلہ: ۲۲)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (کامل) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں، گو ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان جما دیا ہے اور ان کو اپنے نور

کے فیضان سے قوت دی ہے اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

ایسے لوگ اللہ کی رضا کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے چاہے باپ بیٹے بھائی ہوں، چاہے ان کا کنبہ خاندان، ان کی برادری ہو جب بھی اللہ کی خوشنودی کے مقابلے میں دوسروں کی خوشنودی ہو وہ اللہ کی جانب کو ترجیح دیتے ہیں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہے: لا تخف فی اللہ لومۃ لائم یعنی اللہ جلّ شانہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ (بیہقی)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ جلّ شانہ کے عشق و محبت میں بادشاہت چھوڑ کر اپنے آپ کو اس درجے مٹایا کہ جس کی تعبیر الفاظ میں مشکل ہے، بطور نمونہ دو واقعات ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔ ایک بار آپ کسی کے باغ کی نگرانی کر رہے تھے، ایک سپاہی آیا اور پھل مانگنے لگا۔ آپ نے انکار کیا (کہ یہ بددیانتی ہوگی) سپاہی نے اپنا کوڑا سنبھالا اور ان کے سر پر مارا، آپ نے سر جھکا دیا اور فرمایا: ''اس سر نے خدا کی نافرمانی کی ہے مارو''۔ جب سپاہی نے آپ کو پہچانا تو معذرت کی۔ آپ نے فرمایا جو سر عذر خواہی کا محتاج تھا وہ تو میں بلخ میں چھوڑ آیا ہوں''۔

۲۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر میں پہونچ کر مسجد میں مقیم ہوا، جب نماز عشاء ہو چکی تو امام نے آ کر کہا یہاں سے نکلو میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں نے کہا میں مسافر ہوں۔ یہیں شب گزاروں گا، کہنے لگا، مسافر قندیلیں اور چٹائیاں چُراتے ہیں ہم کسی کو یہاں سونے نہیں دیں گے چاہے ابراہیم بن ادہم ہی کیوں نہ ہو۔ میں نے کہا میں ابراہیم بن ادہم ہوں۔ (اور وہ جاڑے کی رات تھی۔) اس نے کہا تمہاری صورت سے معلوم ہوتا ہے، جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں، پھر اس نے کہا بس بہت ہو گیا بک بک نہ کرو اور سختی سے

میری ٹانگ پکڑ کر کھینچا اور تنور حمام کے دروازہ تک گھسیٹتا ہوا منہ کے بل لایا اور وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو ایک آگ جلانے والا حمام میں آگ جلا رہا تھا۔ میں نے جی میں کہا اسی کے پاس چل کر شب گزارنا چاہیئے۔ چنانچہ میں نیچے اتر کر اس شخص کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ ایک موٹے سن کا کپڑا پہنے تھا میں نے سلام کیا اس نے جواب نہ دیا بلکہ اشارہ کے ساتھ مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ۔ وہ شخص خوف زدہ کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف دیکھتا جاتا تھا۔ مجھے اس سے اندیشہ معلوم ہونے لگا۔ جب حمام جھونک چکا تو میری طرف متوجہ ہوا اور کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نے کہا تعجب ہے میں نے سلام کیا تھا، اسی وقت تم نے جواب کیوں نہ دیا۔ کہنے لگا میں ایک قوم کا ملازم ہوں اس وجہ سے میں ڈرا کہ آپ کے سلام میں مشغول ہو گیا تو خائن اور گنہ گار ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا میں نے تمہیں دائیں بائیں نظر کرتے دیکھا، کیا کسی سے ڈرتے ہو؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا کس سے؟ کہا موت سے۔ نہ معلوم دائیں طرف سے آپہنچے یا بائیں طرف سے...... میں نے کہا تم نے خدا سے کسی حاجت میں دعا کی تھی کہنے لگا میری ایک حاجت ہے اور میں بیس سال سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اب تک وہ حاجت پوری نہیں ہوئی، میں نے پوچھا وہ کیا حاجت ہے؟ کہا میں نے سنا ہے کہ عرب میں ایک شخص ہے جو زاہدوں میں ممتاز اور سارے عابدوں پر فائق ہے انہیں ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں، میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ میں اسے دیکھوں اور اسی کے سامنے مروں، میں نے کہا خوش ہو جا اے بھائی اللہ نے تیری حاجت پوری کر دی اور دعا قبول ہو گئی۔ اور وہ مجھے تمہارے پاس منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے پہنچا کر راضی ہوا۔ وہ شخص یہ سنتے ہی اچھل پڑا اور مجھ سے معانقہ کیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا، اے اللہ تو نے میری حاجت پوری اور میری دعا قبول کی، اب میری روح قبض کر لے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دوسری دعا بھی فوراً قبول کر لی اور وہ شخص انتقال کر گیا۔

مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اڑا دے
ترے نام پر مٹا ہوں، مجھے کیا غرض نشاں سے

چونکہ راہ عشق میں اپنے آپ کو مٹانا بہت ضروری ہے، اس کے بغیر سچا عشق حاصل نہیں ہوتا چاہے آدمی علم وعمل اور زہد وعبادت میں کتنا ہی مقام حاصل کرلے، بسا اوقات کبر ونخوت کی وجہ سے نیک اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ شیطان باوجود علم وعمل اور عبادت میں ملائکہ پر فوقیت رکھنے کے تکبر کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ ہوگیا.....اور جن حضرات نے اللہ جلّ شانہ کے لیے عاجزی کی وہ کامیاب ہوگئے۔

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر دو واقعے گذشتہ دور کے اکابر کے بھی لکھے جاتے ہیں۔

ا۔حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ایک بار عشاء کے بعد ایک مشہور رنڈی (موتی) کے مکان پر تشریف لے گئے اور آواز دی (حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ ان کے تعاقب میں چلے) خادمہ نے دیکھا اور پوچھا کون ہو اور کیا کام ہے؟ فرمایا فقیر ہوں وہ خادمہ گئی اور کچھ پیسے لاکر دیئے، حضرت نے فرمایا ایک صدا کہا کرتا ہوں اور بغیر صدا سنائے پیسے لینا میری عادت نہیں، رنڈی نے بلوالیا۔حضرت نے سورۃ التین تلاوت فرمائی اور اس قدر مؤثر تقریر فرمائی کہ گویا جنت دوزخ کا مشاہدہ کرا دیا۔اس رنڈی کے یہاں کوئی تقریب تھی بہت سی اور بھی رنڈیاں تھیں اور لوگ بھی بہت تھے ان پر یہ اثر ہوا کہ سب چیخ چیخ کر رونے لگے اور کہرام مچ گیا کئی رنڈیاں اور موتی توبہ تائب ہوگئے اس کے بعد حضرت واپس ہوگئے جب جامع مسجد کی سیڑھی پر پہونچے تو مولانا یعقوب صاحبؒ نے کہا ''میاں اسمٰعیل تمہارے دادا (شاہ ولی اللہؒ) ایسے تھے، تمہارے چچا (شاہ عبدالعزیزؒ) ایسے تھے اور تم ایسے خاندان کے ہو جس کی سلامی بادشاہ لے رہے ہیں مگر تم نے اپنے آپ کو بہت ذلیل کرلیا، اتنی ذلت ٹھیک نہیں۔اس پر مولانا نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور کھڑے ہوگئے اور فرمایا مولانا، آپ نے

یہ کیا فرمایا؟ آپ اس کو میری ذلت سمجھتے ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں، میں تو اس روز سمجھوں گا کہ آج میری عزت ہوئی جس روز دِلّی کے شوہدے میرا منہ کالا کرکے اور گدھے پر سوار کرکے مجھے چاندنی چوک میں نکالیں گے اور میں کہتا ہوں گا "قال الله كذا وقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كذا" اللہ پاک نے یہ فرمایا اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا"

مولانا یعقوب صاحب فرماتے ہیں (انکی) یہ بات سن کر میری یہ حالت ہوئی کہ میں کہنے کو تو کہہ گیا مگر مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا اور زبان بند ہوگئی اس کے بعد کبھی مجھے ان سے آنکھ ملا کر بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اس واقعہ پر حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں "مدعیان فنا آئیں اور دیکھیں فنا اس کو کہتے ہیں (ارواح ثلثہ صفحہ ۷۰)

۲۔حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاروقی کا بیان ہے کہ ایک روز جب میں مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے گیا تو میں نے مولانا کا جوتا اٹھالیا۔مولانا مدنیؒ اس وقت تو خاموش رہے۔دوسرے وقت جب نماز پڑھنے گئے اور نماز سے فارغ ہوکر مسجد سے واپس ہونے لگے تو میں دیکھتا ہوں کہ مولانا مدنیؒ نے اور تیز چلنا شروع کیا۔میں نے کوشش کی کہ اپنا جوتا لے لوں،نہیں لینے دیا میں نے کہا خدا کے لیے سر پر تو نہ رکھیے ،فرمایا کہ: عہد کرو آئندہ حسین احمد کا جوتا نہ اٹھاؤ گے، میں نے عہد کرلیا،تب جوتا سر سے اتار کر نیچے رکھا، (حکایات مدنیؒ)

آتا ہے بزم جاناں میں تو پندار خودی کو چھوڑ کے آ
اے ہوش وخرد کے دیوانے یاں ہوش وخرد کا کام نہیں

نمبر ۱۱۔محبوب کی ناپسند صفات' رذائل کا دور ہونا اور نورِ قلب حاصل ہونا

راہ محبت کا ایک مبارک ثمرہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے اللہ جل شانہ محبّ عاشق کے قلب سے اپنی ناپسند صفات' مثلاً تکبر' حسد' کینہ بخل طمع وغیرہ) کو دور فرما دیتے ہیں اور اپنے نور کے فیضان سے اس کا قلب منور فرما دیتے ہیں...... کیوں کہ محبت والا یاد محبوب کو اپنا مشغلہ بنا تا ہے اور حدیث پاک میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے۔

۱۔ لکل شیئ صقالةٌ وصقالةُ القلوب ذکر الله (مجمع الزوائد' بیھقی' ابن ابی شیبه ابن ابی الدنیا) ''ہر چیز کو صاف کرنے والی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کو صاف کرنے والی چیز اللہ کا ذکر ہے۔''

اور جتنی محبت بڑھتی ہے اتنی ہی محبوب کی یاد بڑھتی ہے یہاں تک کہ ذکر دل کی صفت بن جاتا ہے۔

۲۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سبق المفرّدون قالوا وماالمفرّدون یارسول الله قال المستَھتِرُون فی ذِکر الله یَضَعُ الذِکرُعنھم اَثقالَھم فَیاتُون یَومَ القیامة خِفَافاً (ترمذی' حاکم و قال صحیح علی شرط الشیخین)

''حضور اقدس علیہ نے ارشاد فرمایا مفرد لوگ بہت آگے بڑھ گئے' صحابہ نے عرض کیا کہ مفرّ د کون ہیں؟ حضور علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کے ذکر میں والہانہ طریقہ پر مشغول ہیں' یہ ذکر ان پر سے ان کے (گناہوں کا) بوجھ دور کرنے والا ہے پھر وہ روز قیامت ہلکے پھلکے ہو کر پہنچیں گے۔''

ذکر اللہ کی برکت سے ظاہری باطنی گناہ معاف ہوں گے اور باطنی گناہ یعنی دل کے گناہوں کے دور ہوتے رہنے سے ایک وقت آئے گا کہ دل مزکی مصفی 'صاف ہو جائے گا اور پھر اسمیں اللہ جل شانہ کے انوارات کی جگہ بن جائے گی' پھر یہ قلب نورانی بن جائے گا۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی بھی صراحت ہے:

۳۔ (فی حدیث طویل) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی ذر رضی اللہ عنہ وعلیک بتلاوۃ القرآن وذکر اللہ فانہ ذکر لک فی السماء ونورلک فی الأرض (جامع الصغیر ' رقم لہ بالحسن)

''حضورا کرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں نور کا سبب بنے گا۔''

یہ ذکر اللہ جب اہل ذکر' عشاق اولیاء اللہ کی زیر نگرانی اور ان کی صحبت میں کیا جائے تو بہت جلد قلب کی اصلاح اور نورانیت کا ذریعہ بنتا ہے۔

؎ بس اب تو ہم دمو کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی
کرو مجذوب ساری حسرتوں سے قلب کو خالی
وہ جب آتے ہیں دل میں جب کوئی حسرت نہیں ہوتی

(۱۲/۱۳/۱۴) دنیاوی اعتبار سے تین انعامات عطا ہونا

محبوب رب کائنات ﷺ کا ارشاد ہے :

من کانت نیتہ طلب الاخرۃ جعل اللہ غناہ فی قلبہ وجمع لہ شملہ واتتہ الدنیا وھی راغمۃ ومن کانت نیتہ طلب الدنیا جعل الفقر بین عینیہ وشتت علیہ امرہ ولایاتیہ منھا الاماکتب لہ (ترمذی احمد)

''جس شخص کی نیت طلب آخرت بن گئی' ۱۔ اللہ پاک اس کے دل کو غنی فرما دیں گے ۲۔ اور اس کے پراگندہ کاموں کو مجتمع فرما دیں گے (یعنی اس کے کاموں میں برکت ڈالدی جائے گی) ۳۔ اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اور جس کی نیت طلب دنیا بن گئی اللہ پاک فقر (کا خوف) اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیں گے اور اس کے کام منتشر ہو جائیں گے اور دنیا میں سے اتنا ہی ملے گا جتنا مقدر ہے (یعنی طالب دنیا بننے سے مقدر سے زیادہ پھر بھی نہیں ملے گا)''

اس حدیث مبارک میں تین نقد انعامات کا ذکر ہے' بہت سی طبائع دنیاوی فوائد کو مدنظر رکھتی ہیں' لہذا مشفق ومہربان آقا علیہ ﷺ نے دنیاوی اعتبار سے بھی فوائد بیان فرمائے اوران فوائد کا حصول دل کو آخرت کی طرف لگانے پر ہی موقوف ہے اور راہ عشق میں مرکزی نقطہ دل ہے' جس کی اصلاح اور درستگی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے تا کہ اسمیں دنیاوی محبتوں پر آخرت کی محبت اور مالک حقیقی جل شانہ کی محبت غالب ہوجائے۔ مگر وہ ذات جیسے آخرت کا مالک ہے' دنیا کا بھی مالک ہے' وہ اس شخص کو دنیامیں بھی سکون قلبی عطا کرتے ہیں اوراس کے کاموں میں برکت ڈال دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر آتی ہے۔

اولیاء اللہ کی زندگی میں ایسے واقعات بکثرت ملتے ہیں' جن سے ان کے قلبی غنا اور دنیا سے بے زاری کا ثبوت ملتا ہے بطور نمونہ چند واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

☆...... حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں کسی نے پانچ سو دینار پیش کیے (جو اس زمانے کے اعتبار سے لاکھوں روپے کے ہوئے) آپ نے اس سے فرمایا تمہارے پاس اور بھی رقم ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا تمہیں اس پر مال کی زیادتی کی طلب ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا یہ اپنے پانچ سو دینار واپس لے جاؤ کیوں کہ تم مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو(کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں مگر مال کی طلب بھی نہیں اور تمہارے پاس بہت رقم موجود ہونے کے باوجود تمہیں مزید کی طلب ہے لہذا محتاج تو دراصل تم ہوئے)۔

☆...... عاشق برحق حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی خدمت میں میرٹھ کے ایک رئیس حاضر ہوئے اور آپ کی قدم بوسی کے بعد رومال میں بندھا ہوا بہت سارو پیہ قدموں میں ڈال دیا حضرت نے اسے قدموں سے الگ کردیا' لینے سے انکار فرمادیا جب بہت اصرار کے بعد قبول نہ ہوا تو جاتے ہوئے حضرت کی جوتیوں میں ڈال گئے۔ جب حضرت جانے کے لیے اٹھے تو جوتیوں سے روپوں کا ڈھیر گرا تو حافظ انوارالحق صاحب سے فرمایا: ''حافظ جی! ہم بھی دنیا کماتے ہیں اور اہل دنیا بھی کماتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ہم دنیا

کوٹھکراتے ہیں اور وہ قدموں میں پڑتی ہے اور دنیادار اس کے قدموں میں گرتے ہیں اور وہ انہیں ٹھکراتی ہے'' اور یہ فرما کر روپے وہیں تقسیم فرما دیئے۔

☆...... مرشدی حضرت صوفی محمد اقبال صاحب قدس سرہ ایک بار لاہور میں جلوہ افروز تھے' دوپہر کے وقت حضرت استراحت فرما تھے کہ حضرت والا کے معتقد ایک حاضر سروس میجر جنرل صاحب حاضر ہوئے' کسی نے آکر حضرت کے مسترشد بالاختصاص حضرت پروفیسر جلیل احمد صاحب قدس سرہ سے عرض کیا کہ فلاں جنرل صاحب آئے ہیں' حضرت پروفیسر صاحب نے فرمایا ان سے کہدو کہ یہ ملاقات کا وقت نہیں .... حضرت کے آرام کا وقت ہے۔ وہ دوبارہ پیغام لائے کہ مختصر ملاقات کروا دیں تو حضرت پروفیسر صاحبؒ نے فرمایا ان سے کہدو کہ حضرت کے دروازہ پر ایک کتا بیٹھا ہے' جو بھونکتا ہے' اندر جانے نہیں دے گا۔ جنرل صاحب واپس چلے گئے بعد میں کسی نے حضرت صوفی صاحبؒ کے سامنے حضرت پروفیسر صاحب کے اس طرز عمل پر گلہ کیا کہ فرق مراتب بھی تو ضروری ہے' تو حضرت پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ ''اگر وہ اپنے کام سے آئے تھے تو ملاقات کے وقت کے علاوہ ملنے سے ان کو فائدہ نہیں ہوگا اور اگر حضرت کے فائدے کے لیے آئے تھے' تو حضرت کو ان کی کوئی ضرورت نہیں''۔ حضرت والا نے ان کی تصویب فرمائی۔

ان حضرات اولیاء اللہ کو اللہ پاک ایسا قلبی غنا عطا فرماتے ہیں کہ دنیاوی منافع، دنیاوی عیش وعشرت تو کیا' ہفت اقلیم کی سلطنت بھی اس کے سامنے ہیچ ہے اور ان کی نگاہ میں دنیا و مافیہا کی وقعت چند ٹھیکروں سے زیادہ نہیں ہوتی اور وجہ یہی ہے کہ کائنات کو وجود بخشنے والی ذات پاک کی محبت کا درد ان کے دلوں میں سمایا ہوا ہے بقول عارف ؎

عیش دنیا کیا ہمیں مرغوب ہو ہم ہیں لذت آشنائے دردِ دل
کیا کہوں کیسے اٹھائے ہیں مزے لوں نہ میں شاہی' بجائے دردِ دل

دردِ دل ہر درد کا درماں ہوا   اب نہیں کچھ غم سوائے دردِ دل

۱۵۔ تمام لوگوں سے زیادہ فضیلت حاصل ہونا

راہ عشق کا ایک مبارک ثمرہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے تمام لوگوں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے چنانچہ ہمارے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لب شیریں سے اس کو سب سے افضل فرمارہے ہیں :

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال قيل يارسول الله ای الناس افضل قال : كل مخموم القلب صدوق اللسان قالوا صدوق اللسان نعرفه فما مخموم القلب ؟ قال هو التقى النقى لا اثم فيه ولا بغى ولا غل ولا حسد (ابن ماجه بيهقى)

''حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا گیا کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مخموم قلب اور زبان کا سچا ہو۔صحابہؓ نے عرض کیا زبان کا سچا تو ہم جانتے ہیں، مخموم قلب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ آدمی جس کا دل پاک صاف ہو، نہ اسمیں کوئی گناہ ہو نہ حد سے تجاوز ہو، نہ کھوٹ ہو اور نہ حسد''۔

فائدہ: اسی کو اصلاح قلب کہتے ہیں کہ دل سے اللہ پاک کی ناپسند باتیں، دل کے گناہ دور ہوجائیں اور عشاق اولیاء اللہ اسی کے لیے محنتیں مجاہدات کرتے اور کرواتے ہیں کہ ان رذائل کے دور ہونے کے بعد اللہ پاک کی محبت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں راسخ ہوتی ہے۔اور محبوب حقیقی جل شانہ نے اپنے کلام ازلی میں اس اصلاح قلب کی طرف مختلف انداز میں متوجہ فرمایا ہے۔ارشاد ہے۔

(۱) اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡئُوۡلًا (الاسراء : ۳۶)
''بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔''

(۲) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس : ٦)
''جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا (صالح بنالیا) وہ کامیاب ہوگیا اور جس نے اپنے نفس کو ہلاک کردیا وہ نامراد رہا۔''

☆...... ''تزکیہ'' کے معنی باطنی پاکی کے ہیں' اور دل کی پاکی اور درستگی ظاہر کی درستگی کا ذریعہ ہے چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے'' آگاہ رہو بے شک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوجائے تو سارا جسم (یعنی جسم سے نکلنے والے اعمال) ٹھیک ہوجاتے ہیں اور جب وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم خراب ہوجاتا ہے (یعنی جسم سے نکلنے والے اعمال خراب ہوجاتے ہیں) غور سے سنو وہ انسان کا دل ہے۔'' (متفق علیہ)

(۳) وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْد هٰذَا مَاتُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظ مَن خَشِيَ الرَّحْمٰن بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْب اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْد لَهُمْ مَّايَشَاءُوْن فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْد وكَم اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّن قَرْن هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشاً فَنَقَّبُوْافِي الْبِلَاد هَل مِن مَّحِيْص اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرىٰ لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْاَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَشَهِيْد (سورة ق)
''اور جنت متقیوں سے قریب کردی جائے گی کہ کچھ دور نہ رہے گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا' وہ ہر ایسے شخص کے لیے ہے جو خدا کی طرف دل سے رجوع ہونے والا اور (احکامات الٰہیہ کی) پابندی کرنے والا ہو' جو رحمان سے بے دیکھے ڈرتا ہو اور رجوع ہونے والا دل لے کر آیا ہو (ان کو حکم ہوگا) کہ اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ' یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا۔ ان کو جنت میں سب کچھ ملے گا جو کچھ چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ (نعمت) ہے (ایسی نعمتیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی کے دل میں ان کا خیال بھی گذرا ان نعمتوں میں سے ایک

نعمت حق تعالیٰ کا دیدار بھی ہے) اوران (کفار مکہ) سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو (ان کے کفر کی وجہ) ہم ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے اور (ترقیٔ دنیا کے لیے) تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے' (لیکن جب عذاب نازل ہوا تو) ان کو کہیں بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی۔اس میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جس کے پاس قلب سلیم ہو یا (کم از کم) دل سے متوجہ ہو کر (احکامات الٰہیہ کو) سنے۔''

آخری آیت میں قلب سلیم کا ذکر ہے جس کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قلب سلیم سے کاملین مراد ہیں (جو اللہ پاک سے محبت و تعلق میں کامل ہیں) اور دوسرا درجہ مخلص مریدوں کا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں دو درجے بیان فرمائے گئے ہیں کہ عبادت کی خوبی تو یہ ہے کہ ''تم اپنے رب کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہیں تو کم از کم اتنا خیال رکھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔''

نیز'' قلب سلیم'' کے بارے میں فرماتے ہیں۔جس کا دل تمام کثافتوں سے پاک صاف ہو' تجلیات صفات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو' اللہ کی یاد میں ڈوبا رہتا ہو اور غیر اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو (تفسیر مظہری)

الغرض ان آیات میں ایسے قلب کی فضیلت ہے جو کثرت سے اللہ ﷻ کی طرف رجوع کرنے والا ہو' غیر اللہ سے پاک صاف ہو............اور یہ راہ عشق کا بنیادی مقصد ہے کہ دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنے کی فکر کی جائے۔جب دل پاک صاف ہوگا تو انوار الٰہی کو جذب کرنے کی صلاحیت اس میں پیدا ہوگی۔ایسے ہی قلوب اللہ پاک کو پسند ہیں؟ چنانچہ احیاء العلوم میں ہے کہ ایک بار حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے ان کے حواریّین نے کوئی خوبصورت مسجد دیکھ کر عرض کیا کہ دیکھئے یہ مسجد کتنی عمدہ ہے' آپ نے فرمایا ''اے میری امت میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی اینٹ پر اینٹ قائم نہ چھوڑے گا' اس مسجد والوں کے گناہوں کے باعث سب کو برباد کرے گا۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے چاندی کی

کچھ قدر ہے نہ ان اینٹوں کی جو تم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں' بلکہ اللہ ﷻ کے نزدیک سب سے محبوب چیز صالح قلوب ہیں' ان سے اللہ تعالیٰ زمین کو آباد کرتا ہے اور جب وہ نہیں رہتے تو اسی بناء پر زمین کو ویران کرتا ہے۔''

ثمرہ ۱۶۔حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت

راہ عشق کا ایک نہایت مبارک ثمرہ اللہ کے حبیب، سید الکونین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت و تعلق ہے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کے لیے فرض و لازم ہے جس کے بارے میں حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (متفق علیہ)	تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہم پر ہماری جان سے زیادہ ہے اور قرآن کریم میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں :النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم یعنی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں کے ساتھ خود ان کی جانوں سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں حضرت حکیم الامت تحریر فرماتے ہیں ''یعنی مسلمانوں پر اپنی جان سے بھی زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے اور آپ کی اطاعت مطلقا اور تعظیم بدرجۂ کمال واجب ہے اور اسمیں احکام و معاملات آ گئے''۔

اور حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اس نور اعظم کی جو آفتاب نبوت سے پھیلتا ہے...... نبی کا وجود مسعود خود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے ...... یقیناً امتی کا ایمانی و روحانی وجود نبی کی روحانیت کبریٰ کا ایک پَرتو اور ظل ہوتا ہے اور جو

شفقت وتربیت نبی کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہے ماں باپ تو کیا تمام مخلوق میں اس کا نمونہ نہیں مل سکتا۔ باپ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا کی عارضی حیات عطا فرمائی تھی لیکن نبی کے طفیل ابدی ودائمی حیات ملتی ہے نبی کریم ﷺ ہماری وہ ہمدردی اور خیر خواہانہ شفقت وتربیت فرماتے ہیں جوخود ہمارا نفس بھی اپنی نہیں کرسکتا اسی لیے پیغمبر کو ہماری جان و مال میں تصرف کرنے کا وہ حق پہنچتا ہے جو دنیا میں کسی کو حاصل نہیں، حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں نبی نائب ہے اللہ کا، اپنی جان و مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا چلتا ہے اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں اور اگر نبی حکم دیدے تو فرض ہو جائے، ان ہی حقائق پر نظر کرتے ہوئے احادیث میں فرمایا کہ تم میں کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک باپ بیٹے اور سب آدمیوں بلکہ اس کی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ ہوجاؤں (تفسیر عثمانی ملخصاً)

کھلتا نہیں یہ راز بصیرت کے بغیر — فیضان مشیت و رسالت کے بغیر
ایمان کی تکمیل ہو، ممکن ہی نہیں — سرکار دوعالم کی محبت کے بغیر

راہ عشق میں قدم رکھنے والا نبی کریم ﷺ سے سچی محبت اور عشق بآسانی حاصل کرلیتا ہے، کیوں کہ ذکر اللہ وصحبت اہل اللہ کی بدولت اس کا دل اغیار سے مزکی ہوجاتا ہے، اس کے ساتھ جب وہ ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت کرتا ہے تو اس کا دل انوارات نبوت کو (بواسطہ شیخ) جذب کرنے والا ہوجاتا ہے۔ یہاں ہم اکابر دیوبند رحمہم اللہ کے چند واقعات بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان حضرات کے دل میں دوجہاں کے سردار سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کس قدر موجزن تھا۔

۱۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو جہاں سے حرم شریف کے مینارے نظر آنے شروع ہوئے سواری سے بے تابانہ اتر گئے اور پیدل ننگے پاؤں روانہ ہوگئے، قدم مبارک لہولہان ہوگئے مگر حضرت پر عشق نبوی کا ایسا

جذبہ تھا کہ کچھ احساس ہی نہ ہوا، آپ کے مشہور قصیدہ بہاریہ کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

الٰہی کس سے بیاں ہوسکے ثنا اس کی — کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو — نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — ترے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ — کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں — مروں تو کھائیں مجھ کو مدینہ کے مورو مار
اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ — کرے حضور کے روضے کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا — کہ جائے کوچہ میں ترے بن کے غبار

۲۔ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے یہاں تبرکات میں حجرہ مطہرہ نبوی کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا، بروز جمعہ کبھی حاضرین وخدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف کو نکال کر اوّل اپنی آنکھوں سے لگاتے اور چومتے تھے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے ۔

(الشہاب الثاقب ص۵۲)

مدینہ منورہ کی کھجوریں آتیں تو نہایت عظمت وحفاظت سے رکھی جاتیں اور اوقات مبارکہ متعددہ میں خود بھی استعمال فرماتے اور حاضرین بارگاہ مخلصین کو بھی نہایت تعظیم اور ادب سے اس طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمت غیر مترقبہ اور اثمار جنت ہاتھ آگئے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص۵۲)

مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں نہایت حفاظت سے رکھتے، لوگوں کو پھینکنے نہ دیتے اور نہ خود پھینکتے تھے، ان کو ہاون دستے میں کٹوا کر نوش فرماتے۔ (الشہاب الثاقب ص۵۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ :

احقر ماہ ربیع الاول 1319ھ میں بہ ہمراہی بھائی صدیق صاحب جب حاضر خدمت ہوا تھا تو بھائی صاحب سے پہلی حاضری میں ہی حضرت (گنگوہی) قدس اللہ سرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ حجرہ شریف علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی خاک بھی لائے ہو یا نہیں؟ چونکہ وہ احقر کے پاس موجود تھی اس لیے باادب پیش خدمت اقدس کی تو نہایت وقعت اور عظمت سے قبول فرما کر سرمہ میں ڈلوائی اور روزانہ بعد عشاء خواب استراحت فرماتے وقت اتباعاً للسنۃ اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے۔ (الشہاب الثاقب ص۵۲)

اے کہ تیرا جمال ہے زینت محفل حیات دونوں جہاں کی رونقیں تیرے حسن کی زکوٰۃ
تیری جبیں سے آشکار پرتو ذات کا فروغ اور ترے کوچے کا غبار سرمہ چشم کائنات

بعض مخلصین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمت اقدس میں تبرکاً ارسال کیے حضرت نے نہایت تعظیم اور وقعت کی نظر سے ان کو دیکھا اور شرف قبولیت سے ممتاز فرمایا، بعض طلبہ حضار مجلس نے عرض بھی کیا کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوئی، یورپ کا بنا ہوا ہے، تاجر مدینہ میں لائے وہاں سے دوسرے لوگ خرید لائے اسمیں تو کوئی وجہ تبرک ہونے کی نہیں معلوم ہوتی؟ حضرت نے شبہ کو رد فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ: مدینہ منورہ کی اس کو ہوا تو لگی ہے، اسی وجہ سے اس کو یہ اعزاز اور برکت حاصل ہوئی ہے۔ (الشہاب الثاقب ص۵۳)

حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں: خود احقر کا مشاہدہ ہے کہ تین دانے ان کھجوروں کے جو صحن خاص مسجد نبوی میں نصب ہیں اسی سال لا کر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں پیش کیے تھے اس کی حضرت نے اس قدر وقعت فرمائی کہ نہایت اہتمام سے ان کے ستر سے کچھ زائد حصے فرما کر اپنے اقربا و مخلصین و محبین میں تقسیم فرمائے اور اپنا بھی ان میں ایک حصہ قرار دیا۔ (الشہاب الثاقب ص۵۳)

وہاں سے حضرت کے بعض مخلصین نے حجرہ مطہرہ نبویہ کا جلا ہوا زیتون کا تیل ارسال کیا تھا حضرت نے باوجود نزاکت طبعی کے جس کی حالت عام لوگوں پر ظاہر ہے اس کو پی ڈالا، حالانکہ اوّلاً زیتون کا تیل خود بے مزہ ہوتا ہے، ثانیاً بعد جلنے کے اسمیں اور بھی تغیر ہو جاتا ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۵۳)

جن کو مسرور پیار ہے ان سے لطف جینے کا وہ اٹھاتے ہیں

یہ ان حضرات کے عشق و محبت کی ادنیٰ مثالیں ہیں جنہوں نے سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہ کی خدمت میں راہ عشق کی منازل طے فرمائیں اور عشق و محبت کے دریا بہائے۔

ثمرہ ۱۷۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و ادب:

سچی محبت اور سچا عشق ہی ادب سکھاتا ہے بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک فرمادیا ہے

طُرُقُ العِشقِ کُلُّھَا اٰدَابٌ اَدِّبُوا النَّفسَ اَیُّھَا الاَصحَابُ

''یعنی عشق کے راستے سب ادب ہی ہیں، اے دوستو! اپنے نفس کو ادب سکھاؤ''۔

'بارگاہ احدیت' کے آداب بھی راہ عشق سے سمجھ آتے ہیں اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب بھی راہ عشق سے سمجھ آ سکتے ہیں اور سیکھے جاسکتے ہیں مگر اس کے لیے اوّلاً قلب کی صفائی ضروری ہے جو راہ عشق کا ابتدائی مقصد ہے پھر اس قلب میں حق جل وعلیٰ کے ساتھ عبدیت کا تعلق اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلامی و عشق اور محبت کا تعلق نصیب ہوتا ہے اور

ع ''محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی''

ا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ حج کو تشریف لے گئے تو مکہ شریف سے مدینہ طیبہ کو جاتے ہوئے آخری منزل پر بدّو سے کہدیا کہ جب وہ جگہ آئے جہاں سے سبز گنبد نظر آتا ہے تو فوراً بتادے، اس نے بتادیا، وہاں سے اتر کر پیدل چلتے رہے، رفقاء کو پہلے ہی تاکید فرمادی تھی کہ درود شریف کی کثرت رکھیں، خاموش رہیں اور بہت ادب و احترام کے ساتھ

حاضری دیں۔(سوانح حضرت رائے پوریؒ ص۲۲۰)

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ	یہ کوچۂ حبیب ہے پلکوں پہ چل کے آ
امت کے اولیا بھی ادب سے ہیں دم بخود	یہ بارگاہ سرور دیں ہے سنبھل کے آ
سوز و تپش سخن میں اگر چاہتا ہے تو	عشقِ نبی کی آگ میں پگھل کے آ

آپ کبھی کبھی ذوق اور محبت سے نعتیہ کلام سنا کرتے تھے، کوئی پنجابی زبان کا شاعر بھی آجاتا تو حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ کی تعریف میں کلام سنانے کا حکم ہوتا، بعض اشعار سے آپ پر گریہ طاری ہوجاتا اور دیر تک طبیعت پر اثر رہتا، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی طرف منسوب قصیدہ اکثر پڑھوا کر سنا کرتے جس کا مطلع یہ ہے۔

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخواں
بگرد شاہ مدینہ گردد بصد تضرع پیام برخواں

(سوانح حضرت رائے پوریؒ ۲۲۱)

۲۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا قدس سرہ کے بارے میں حضرت صوفی محمد اقبال صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:۔

(حضرت شیخ کا) مسجد نبوی میں کئی کئی گھنٹے بیٹھنا ہوتا ہے، حضرت چونکہ معذوری کی وجہ سے صرف چارزانو ہی بیٹھ سکتے ہیں، پاؤں پر کمبل ہوتا ہے لیکن حضرت کو اس بات کی کوشش اور اہتمام ہوتا ہے کہ ان کے پاؤں کا رخ روضہ شریف کی طرف نہ ہو، حالانکہ چارزانو نشست میں سامنے کے پاؤں سیدھے نہیں ہوتے جس کو عرف میں پاؤں سامنے کرنا کہا جائے صرف انگلیوں کا رخ ہوتا ہے مگر حضرت اس کو بھی نہیں ہونے دیتے۔ (اکابر کا تقوی)

قدم اٹھائے ادب سے ذرا نسیم سحر	ہے محو خواب شہ دوجہاں مدینے میں
لٹائے سجدے نہ کیوں آسماں مدینے میں	رسول پاک کا ہے آستاں مدینے میں

ثمرہ ۱۸۔سید الکونین ﷺ کے ذکر مبارک کی کثرت:

سچی محبت کی دوعلامات ایسی واضح ہیں کہ ان کے بغیر نہ شرعاً محبت کا اعتبار ہے نہ عقلاً نہ عرفاً ایک اطاعت محبوب، دوسری یادمحبوب بکثرت ہونا، چنانچہ قرآن کریم میں بھی اللہ جل شانہ نے مختلف جگہوں پر اپنی اطاعت اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے اور کثرت ذکر اللہ اور کثرت ذکر حبیب ﷺ کا بھی حکم فرمایا ہے اطاعت اور ذکر اللہ سے متعلق کچھ بیان گذشتہ صفحات میں کیا گیا یہاں ذکر حبیب ﷺ کی فضیلت سے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے :

اِنَّ اللّٰہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ’’اس آیت میں اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں پر ظاہر کیا ہے کہ ان کے نزدیک اپنے پیارے حبیب ﷺ کا کیا رتبہ ہے اور کیا شان ہے کہ اللہ ﷻ اور ملائکہ مقربین ملأ اعلی میں آپ کی ثنا کرتے ہیں پھر ملاء سفلی میں اسی درود کا حکم فرمادیا تاکہ عالم علوی سے عالم سفلی تک ہر جگہ آپ کی تعریف اور ثنا گونج اٹھے اور زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا محبوبیت اور رفعت شان محبوب ﷺ سے معطر اور منور ہوجائے‘‘۔

پست و بلند کے لیے عام ہیں تیری رحمتیں
عرش سے اور فرش سے تجھ پر سلام و صلوۃ

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ جلاء الافھام میں درود شریف کے فوائد وثمرات کے تحت فرماتے ہیں،

درود شریف حضور اقدس ﷺ کی محبت میں دوام اور زیادتی کا سبب ہے اور یہ (محبت رسول ﷺ) ایمان کی کڑیوں میں سے ایسی کڑی ہے جس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔
کیوں کہ بندہ جتنی کثرت۔۔ سے محبوب کا ذکر کرے گا اور اس کی صورت کو دل میں متحضر

کرے گا اور اس کے محاسن اور ان خوبیوں کو جن سے ان کی محبت پیدا ہو مستحضر کرے گا اس کی محبت بڑھے گی اور تڑپ اتنی بڑھے گی کہ اس کے تمام قلب پر محبت چھا جائے گی۔

(حضرت امام ابن قیمؒ کی اس عبارت سے محبت اور ذکر محبوب کا تلازم واضح ہوگیا)

کثرت درود شریف شفاعت دارین کا ذریعہ:

ذیل میں چند حکایات درج کی جاتی ہیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کثرت درود شریف اللہ جل شانہ اور اس کے حبیب کریم ﷺ سے محبت اور آپ کی توجہات عالیہ اور رضا وخوشنودی اور شفاعت دارین کا ذریعہ ہے۔

۱۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ جو تورات کے بہت بڑے عالم تھے کہتے ہیں کہ: اللہ جل شانہٗ نے موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اگر دنیا میں ایسے لوگ نہ ہوں جو میری حمد وثناء کرتے رہتے ہیں تو آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ ٹپکاؤں اور زمین سے ایک دانہ نہ اُگاؤں اور بھی بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا اے موسیٰ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں جتنا تیری زبان سے تیرا کلام اور جتنے تیرے دل سے اُس کے خطرات اور تیرے بدن سے اُس کی روح اور تیری آنکھ سے اُس کی روشنی۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسّلام نے عرض کیا۔ یا اللہ ضرور بتائیں۔ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کر۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۲۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح وتہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا اگر تو اپنے زمانہ کا یکتانہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ

کھولتا۔ پھراس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہوگیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم اُن کا انتقال ہوگیا اور منہ کالا ہوگیا۔ میں دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اِنَّا لِلّٰہ پڑھا اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا۔ اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی، تیزی سے قدم بڑھاتے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ سے کپڑا ہٹایا اور ان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ سفید ہوگیا۔ وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے اُن کا کپڑا پکڑ لیا۔ اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا۔ میں محمد بن عبداللہ صاحبِ قرآن ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا۔ اور میں ہر اُس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

۳۔ ابوالعباس احمد بن منصور رحمہ اللہ کا جب انتقال ہوگیا تو اہلِ شیراز میں سے ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد میں محراب میں کھڑے ہیں اور اُن پر ایک جوڑا ہے اور سر پر ایک تاج ہے جو جواہر اور موتیوں سے لدا ہوا ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اُن سے پوچھا، انہوں نے کہا اللہ جل جلالہ نے میری مغفرت فرمادی اور میرا بہت اکرام فرمایا۔ اور مجھے تاج عطا فرمایا۔ اور یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود کی وجہ سے۔ (قول بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِم

۴۔ محمد بن سعید بن مطرف رحمہ اللہ جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدار معین درود

شریف کی پڑھا کرتا تھا ایک رات کو میں بالا خانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا تو حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ بالا خانہ کے دروازہ سے اندر تشریف لائے۔ حضور کی تشریف آوری سے بالا خانہ سارا ایک دم روشن ہو گیا۔ حضور ﷺ میری طرف تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ لا اس منہ کو لا جس سے تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ میں اس کو چوموں گا۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں دہن مبارک کی طرف منہ کروں تو میں نے ادھر سے اپنے منہ کو پھیر لیا تو حضور اقدس ﷺ نے میرے رُخسار پر پیار کیا۔ میری گھبرا کر ایک دم آنکھ کھل گئی۔ میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس تھی اُس کی بھی ایک دم آنکھ کھل گئی تو سارا بالا خانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ اور مشک کی خوشبو میرے رخسار سے آٹھ دن تک آتی رہی۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً　　　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۵۔ عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غسل خانہ میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ میں بہت ہی سخت چوٹ لگ گئی۔ اس کی وجہ سے ہاتھ پر وَرم ہو گیا۔ میں نے رات بہت بے چینی میں گذاری میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبیٔ کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے کثرت درود نے مجھے گھبرا دیا۔ میری آنکھ کھلی تو تکلیف بالکل جاتی رہی تھی، اور وَرم بھی جاتا رہا تھا۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً　　　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۶۔ نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ ایک صاحب کسی بیمار کے پاس گئے (اُن کی نزع کی حالت تھی)۔ اُن سے پوچھا کہ موت کی کڑواہٹ کیسی مل رہی ہے۔ انہوں نے کہا مجھے کچھ نہیں معلوم ہو رہا۔ اس لیے کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ جو شخص کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے وہ موت کی تلخی سے محفوظ رہتا ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً　　　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۷۔ علامہ سخاوی لکھتے ہیں کہ رشید عطار نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں مصر میں ایک بزرگ تھے جن کا نام ابوسعید خیاط تھا۔ وہ بہت یکسو رہتے تھے۔ لوگوں سے میل جول بالکل نہیں رکھتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے ابنِ رشیقؒ کی مجلس میں بہت کثرت سے جانا شروع کر دیا اور بہت اہتمام سے جایا کرتے تھے۔ لوگوں کو اس پر بہت تعجب ہوا۔ لوگوں نے اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ اور کہا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ان کی مجلس میں جایا کر۔ اس لیے کہ یہ اپنی مجلس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۸۔ شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح کو کسی نے خواب میں دیکھا، اُس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا، فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود کو شمار کیا، سو درود کا شمار زیادہ نکلا حق تعالیٰ نے فرمایا اتنا بس ہے اس کا حساب مت کرو اور اس کو بہشت میں لے جاؤ۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۹۔ ایک معتمد دوست نے ایک خوشنویس لکھنوٴ کی حکایت بیان کی۔ ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اول ایک بار درود شریف اپنی بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے۔ اس کے بعد کام شروع کرتے۔ جب اُن کے انتقال کا وقت آیا تو غلبہ فکر آخرت سے خوفزدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھئے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ ایک مجذوب آنکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے وہ بیاض سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پیش ہے اور اُس پر صاد بن رہے ہیں۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

فصل دوم

محبوب حقیقی کا تعلق عاشق بندے کے ساتھ اور اس کا اعزاز و اکرام

ثمرہ: ۱۹ محب کو یاد فرمانا:

راہ عشق کا ایک مبارک ثمرہ یہ ہے کہ جب بندۂ محبّ محبت کے تقاضے کی بنا پر محبوب کو یاد کرتا ہے تو مالک حقیقی اس کو یاد فرماتے ہیں، چنانچہ اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد ہے:

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ ''پس تم میری یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا''

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق ﷻ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہو اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ (متفق علیہ)

کس قدر خوش نصیبی ہے بندہ ذاکر کے لیے اور بندہ محبّ کے لیے کہ جس درجہ میں وہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُس سے زیادہ توجہ اور لطف اللہ ﷻ کی طرف سے اس بندے پر ہوتا ہے (یہی مطلب ہے قریب ہونے اور دوڑ کر چلنے کا) اب ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس قدر رحمت اور لطف الٰہی اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اتنی ہی اپنی توجہ اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف بڑھائے۔ ظاہر ہے کہ جتنی محبت بڑھے گی، یاد بڑھے گی اور پھر مالک کی طرف

سے یاد کیا جائے گا۔

نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بندہ اپنی عاجزی، ندامت اور طلب رحمت کے ساتھ اللہ پاک کو یاد کرتا ہے اور اللہ ﷻ اپنی رحمتوں کے ساتھ، عنایتوں کے ساتھ، برکتوں کے ساتھ یاد فرماتے ہیں ؎

شرف تو دیکھئے ذاکر کو وہ مذکور کرتے ہیں وہ اس کو یاد کرتے ہیں جو ان کو یاد کرتا ہے

ایک اللہ والے فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کب اللہ ﷻ مجھے یاد فرماتے ہیں، کسی نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے، فرمایا جب وہ مجھے اپنے ذکر کی توفیق عطا فرماتے ہیں تو سمجھ جاتا ہوں مجھے یاد فرما رہے ہیں کہ (مندرجہ بالا) آیت اور حدیث پاک کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ پاک یاد فرماتے ہیں اسی لیے اپنے ذکر کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص ذکر اللہ میں والہانہ طور پر مشغول تھا، یہاں تک کہ ذکر سے اس کی زبان شیریں ہوگئی، شیطان نے وسوسہ ڈالا، کہ نہ معلوم تمہارا ذکر مقبول بھی ہے یا نہیں وہاں سے سے کوئی جواب تو ملتا نہیں اسی فکر میں افسردہ ہو کر سو گیا۔ خواب میں حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو اللہ پاک کا پیغام پہنچایا۔ اس کو مولانا روم اپنے الفاظ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں: ؎

گفت آں ''اللہ'' تو لبیک ما است وان نیاز و سوز و دردت پیک ما است

حیلہا و چارہ جوئہائے تو جذب مابود و کشاد ایں پائے تو

ترس و عشق تو کمند لطف ما است زیر ہر یارب تو لبیکہا است

(ترجمہ) ا۔اے بندے تیرا اللہ کہنا میرا لبیک ہے، (یعنی جب تیرا پہلا اللہ کہنا قبول ہوتا ہے تو دوسری بار توفیق ہوتی ہے) اور تیرا یہ نیاز اور سوز و درد میرا پیغام ہے۔ ۲۔اور میری محبت میں تیری یہ تدبیریں اور ذکر و شغل اور محنتیں سب ہماری طرف سے جذب و کشش

کا عکس ہیں۔ ۳۔اور اے بندے تیرا خوف اور میری ذات سے عشق میرا ہی انعام ہے اور میری مہربانی اور محبت کی کشش ہے اور تیرے ہر بار یارب اور یا اللہ کی پکار میں میرا لبیک بھی شامل ہے (یعنی جب تو یا اللہ کہتا ہے تو میری یہ آواز بھی وہیں موجود ہے کہ حاضر ہوں اے بندے (فانّي قريب)۔

ثمرہ ۲۰،۲۱۔ محبوب حقیقی کی طرف سے محبت کا اعلان و اظہار ہونا اور مخلوقات کے قلب میں اس کی محبت ڈالنا

اور جب بندۂ محبّ سے اللہ ﷻ محبت فرماتے ہیں تو اولا اس کا اظہار اپنے اس مقرب ترین فرشتے سے فرماتے ہیں جن کا منصب اللہ ﷻ کی محبوب ترین ہستی انبیائے کرام علیہم السلام پر وحی لانے کا رہا (اور جو انتہائی خصوصی امور کے لیے مثلا شب قدر وغیرہ میں نازل ہوتے ہیں) یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ الْعَبْدَ نَادیٰ جِبْرِيْلَ " إِنَّ الله يُحِبُّ فُلَاناً فَاَحْبِبْهُ ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ، فَيُنَا دیٰ جِبْرِيْلُ فِی اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہ يُحِبُّ فُلَاناً فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَمَاءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ (بخاری)

(ترجمہ) جب اللہ جل شانہ اپنے کسی بندے کو محبوب بناتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یہ فرماتے ہیں کہ اللہ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرئیلؑ آسمان والوں میں (جن میں انبیاء بھی ہیں معصوم فرشتے بھی) یہ اعلان کرتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر زمین میں اس کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے (بخاری)

عن انس رضی الله عنه (فی حدیث طویل) قال قال رسول الله ﷺ وما اقبل عبد على الله بقلبه الا جعل الله قلوب المؤمنين تنقاد

الیه بالود والرحمة وکان الله بکل خیر الیه اسرع (ترمذی)

حضرت انسؓ (ایک طویل حدیث میں) حضور پاک ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں ''کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو دل سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے مگر حق تعالیٰ اہل ایمان کے دلوں کو اس کی طرف محبت اور مہربانی کے ساتھ متوجہ اور مطیع کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر طرح کی خیر اس کی طرف جلدی پہنچاتے ہیں۔''

ف: ترتیب اس محبوبیت کی یہ ہوتی ہے کہ فرشتوں کے الہام قبول کرنے کی استعداد جن قلوب میں ہوتی ہے (یعنی اولیاء اللہ) پہلے ان کے دلوں میں اس شخص کی محبت آتی ہے پھر بلا کسی ظاہری وجہ کے عمومی محبت ہو جاتی ہے (اس کے برعکس اگر پہلے بے دین لوگوں میں قبولیت آئے اور بعد میں چند اللہ والے بھی متاثر ہو جائیں تو وہ اس کے حق ہونے کی علامت نہیں)۔

ثمرہ: ۳۲ مقام فنائیت اور تائید غیبی عطا فرمانا:

نبی کریم ﷺ اللہ ﷻ کا ارشاد بیان فرماتے ہیں:

وما تقرب الی عبدی بشیئ احب الی مما افترضت علیه ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اجببته فاذا احببته فکنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله الّتی یمشی بها (البخاری)

''میرے بندے کو میرے قریب کرنے والی ''فرائض'' سے زیادہ کوئی چیز مجھے محبوب نہیں اور میرا بندہ (فرائض کی پابندی کے ساتھ) نفلی کاموں سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔''

ف: اس حدیث پاک کے مطلب میں علما کے چند اقوال ہیں: ا۔اس شخص کے کاموں میں اللہ پاک آسانیاں فرما دیتے ہیں۔ ۲۔اس کی تمام حرکات وسکنات اپنی رضا میں استعمال فرماتے ہیں۔ ۳۔اس پر محبت کا اس قدر غلبہ ہوجاتا ہے کہ اس کا سننا، دیکھنا، کام کرنا اللہ کی محبوب چیزوں میں ہوجاتا ہے اور اللہ پاک اپنی ناپسند چیزوں سے اس کو بچاتے ہیں۔ ۴۔اللہ پاک اس کی حوائج جلدی پوری فرماتے ہیں۔ ۵۔اس کو فنائیت نصیب ہوجاتی ہے، ہر کام میں وہ مشیت خداوندی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ (مرقاہ)

ان تمام مطالب میں کوئی تعارض نہیں اور راہِ عشق پر چلنے والے کو ان مقاصد کا مجموعہ ''فنائیت ومحبوبیت'' کی صورت میں عطا ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ وہ ظاہری فرائض کے ساتھ باطنی فرائض کا بھی اہتمام کرتا ہے اور پھر بہت سی ایسی عبادات (ذکر' تلاوت' نوافل'، درود شریف، احسانی کیفیت وغیرہ) کے ساتھ اس کو خصوصی شغف نصیب ہوہی جاتا ہے جو اُس پر فرض نہیں۔

یہاں ہم ایسی ہستی کی مقبولیت عند اللہ کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں جن کی دعا سے اللہ پاک نے حرمین شریفین میں امن وامان فرمادیا۔ تاریخ داں حضرات جانتے ہیں کہ برسہا برس سے بلکہ تقریباً عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے راستوں میں امن نہ تھا، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کے شیخ، تاج المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ نے اللہ جل شانہ سے تین دعائیں خصوصیت سے مانگی تھیں: ا۔عرب کی سرزمین پر امن وامان کی حکومت اسلامیہ شرعیہ دیکھ لوں۔ ۲۔بذل المجہود جو ابوداؤد کی شرح آپ نے تالیف فرمائی ہے وہ آپ کی زندگی ہی میں مکمل ہوجائے۔ ۳۔مدینہ طیبہ میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں تدفین ہوجائے۔ چنانچہ اللہ پاک نے تینوں دعائیں قبول فرمائیں............ (تذکرۃ الخلیل ص ۴۵)

ناظرین کی مزید تسلی کے لیے حضرت ممدوح کا ایک اور واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''پانچویں حج میں آپ (حضرت سہارنپوریؒ) طواف قدوم کے لیے حرم شریف میں داخل ہوئے تو مولانا محب الدین صاحب (خلیفہ اجل سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی) نے فرمایا: دیکھو حرم میں کون آیا ہے کہ پورا حرم منور ہو رہا ہے، جب آپ طواف سے فارغ ہو کر ان کے پاس گئے تو مولانا محب الدین صاحب نے فرمایا، آپ ہی تھے کہ جن کی وجہ سے پورا حرم منور تھا۔ (تذکرۃ الخلیل)

یہ ذرۂ ناچیز ہے خورشید بداماں

دیکھ ان کے غلاموں کا بھی کیا جاہ وحشم ہے

ثمرہ ۳۳: اللہ ﷻ کا اپنے عاشق ولی کے دشمنوں سے اعلان جنگ فرمانا:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہ تعالیٰ قَالَ مَنْ عَادیٰ لی ولِیًّا فَقَدْاٰذَنْتُہٗ بالحرب . (الحدیث) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ'' اللہ جل شانہ فرماتے ہیں جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے (یا یہ مطلب ہے کہ ایذاء دیتا ہے) میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔''

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنی طرف سے اعلان جنگ کی وعید اور کسی گناہ پر نہیں فرمائی سوائے اولیاء کی دشمنی اور سود خوری کے۔ اور یہ انتہائی خطرناک وعید ہے کہ بندے کی اللہ ﷻ سے جنگ اس کے برے خاتمے کی دلیل ہے کیوں کہ اللہ پاک سے جنگ کرنے والا کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ (اعاذنا اللہ)

اللہ جل شانہ کیسی محبت اپنے اولیاء سے فرماتے ہیں کہ ان کے دشمنوں سے خود انتقام

لیتے ہیں اوران سے اعلان جنگ فرماتے ہیں، یہ اللہ پاک جل شانہ کی اپنے محبوب بندے سے انتہائی محبت کی بات ہے کہ اس کے دشمنوں سے جنگ کا اعلان فرماتے ہیں۔اس لیے شرّاح فرماتے ہیں کہ اللہ کے کسی ولی کواذیت دینا اللہ تعالیٰ کواذیت دینا ہے۔

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ اپنی کتاب ''اسوۂ حسینی'' میں امام زہریؒ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:

''جولوگ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے ان میں سے ایک بھی نہیں بچا جس کوآخرت سے پہلے دنیا میں سزا نہ ملی ہو'' چند مثالیں پیش کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: '' ابن جوزی رحمہ اللہ نے سدیؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی دعوت کی، مجلس میں یہ ذکر چلا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں جوبھی شریک ہوا اس کو دنیا میں بھی جلد سزا مل گئی، اس شخص نے کہا بالکل غلط ہے میں خودان کے قتل میں شریک تھا میرا کچھ بھی نہیں بگڑا، یہ شخص مجلس سے اٹھ کر گھر گیا، جاتے ہی چراغ کی بتی درست کرتے ہوئے اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہیں جل بھن کر رہ گیا، سدی کہتے ہیں میں نے خوداس کو صبح دیکھا تو کوئلہ ہو چکا تھا''۔

اللہ کے جو بندے اپنی تکلیف پر اپنا معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں سے شدید انتقام لیتے ہیں' و اللّٰه عزیز ذوانتقام (آل عمران آیت:۴) مضمون کی مناسبت سے یہاں گذشتہ دور کی ایک عظیم ہستی کے چند واقعات درج کیے جاتے ہیں، جن کی ولایت عرب وعجم میں مسلّم تھی، جنہوں نے سترہ سال حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ الفت و شفقت میں رہ کر درس حدیث شریف دیا یعنی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ، جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روضۂ مبارک سے صلوٰۃ وسلام کے جواب میں "وعـلـيـك الـسـلام يـا ولـدی" کا شرف اس طرح نصیب ہوا کہ وہاں موجود حاضرین نے بھی سنا، جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی اوران کو انگریزوں کی غلامی سے آزادی دلانے کے لیے مدینہ پاک کے قیام کو قربان کر کے حضرت شیخ الہندؒ کی

معیت میں مالٹا کی جیل میں صعوبتیں اور پھر طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کر کے بالآخر انگریز کو ملک بدر ہونے پر مجبور کیا، اسی بات کی پاداش میں انگریز نے اپنے پالتو لیگیوں کو حضرت مدنیؒ کے پیچھے لگایا تا کہ وہ حضرت کو ایذاء دیں.........مگر ان ایذاء دینے والوں نے یہ نہ سوچا کہ ہم اپنی دنیا و آخرت برباد کر رہے ہیں......ذیل میں چند واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

(۱)

تقسیم برصغیر اگست ۱۹۴۷ء سے چند ماہ قبل حضرت مدنیؒ لاہور سے فرنٹیر میل میں جا رہے تھے، راستہ میں امرتسر کے لیگی کارکنوں کے ایک جتھے نے حضرت کے ساتھ بدتمیزی کرنی چاہی ایک نوجوان عبدالرشید جو کہ حضرت کو جانتے بھی نہ تھے صرف اللہ کا ولی جان کر اس نے جان پہ کھیل کر حضرت کی طرف ہجوم کو بڑھنے سے روکا۔ پھر گاڑی جالندھر اسٹیشن پر رکی تو ایک اور مسلم لیگی قافلے نے بدتمیزی کی جن میں سے تین بدنصیبوں نے بدتمیزی اور گالم گلوچ میں کوئی کسر نہ چھوڑی، حضرت پر گندی چیزیں پھینکیں، حضرت کا تکیہ چھینا ٹوپی اتار کر پھینکی، ریش مبارک نوچی، تھپڑ مارا۔ حضرت والا صبر جمیل کی مجسم صورت بنے بیٹھے تھے، حضرت کے ساتھ ایک خادم بھی تھا، اس کے لیے یہ صورت حال ناقابل برداشت تھی، اس نے مزاحمت کا ارادہ کیا تو حضرت نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم برداشت نہیں کر سکتے تو دوسرے ڈبے میں چلے جاؤ، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، اتنے میں گاڑی چلی اور ہنگامہ ختم ہو گیا۔

جن تین بدنصیبوں نے یہ معاملہ کیا تھا ان میں ایک چوہدری فتح محمد نے جب اپنا یہ کارنامہ دوستوں میں بیان کیا تو اس کی خوب پٹائی ہوئی اور جوتے پڑے۔

دوسرا بدنصیب ''فضل محمد'' جب گھر پہنچا تو اسے بخار ہو گیا، صبح بیدار ہوا تو اس کی پشت پر دو پھوڑے ظاہر ہوئے، جن کی تکلیف اتنی بڑھی کہ چارپائی سے اٹھنے کے قابل نہ رہا، سخت تکلیف میں کراہتا تھا، پھر ان پھوڑوں میں کیڑے پڑ گئے، جنہوں نے اس کے جسم کو کھانا شروع کیا، ڈاکٹروں کی تجویز سے ان ناسوروں میں روزانہ

پاؤ بھر قیمہ بھرا جاتا تھا، چند ماہ بعد ملک تقسیم ہوا اور یہ لوگ ہجرت کرنے کے بجائے دونوں سرغنے اپنے شہر میں رہے، پھر ایک دن فتح محمد اپنے اہل وعیال کے ساتھ نکلا اور سکھوں کے ہاتھوں بال بچوں سمیت بے دردی سے مارا گیا،

،،فضل محمد پاکستان آ گیا، مرض سے اس قدر تنگ تھا کہ چاہتا تھا کوئی اُسے مار ڈالے چند ماہ بعد مرض لاعلاج ہو چکا تھا، اسی بیماری میں مرا، لاش ایسی متعفن تھی کہ کوئی غسل دینے کو تیار نہیں تھا، بڑی مشکل سے لوگوں نے ایسے ہی پانی بہا کر قبرستان جلد از جلد لے جا کر دفن کر دیا۔“

تیسرا سرغنہ شمس الحق عرف شمسی،، انتہائی بدمزاج ہو گیا، کہیں اس کو سکون نہ ملتا تھا، تقسیم کے بعد پاکستان میں فیصل آباد میں لیگ کے لیے خوب سرگرم رہتا تھا، ایک دن اچانک اغوا ہوا کہ آج تک پتہ نہ چلا، اخباروں کے ضمیمے بھی شائع ہوئے، ملک گیر تحریکیں بھی چلیں مگر اس کا پتہ نہ چلا۔ شمسی کے ساتھیوں میں میاں عبدالغنی بھی اس کے ساتھ فیصل آباد آ گیا، آخر عمر میں اس کا دماغی توازن خراب ہو گیا۔ اکثر وبیشتر کہا کرتا تھا کہ میری یہ حالت محض حضرت مدنیؒ کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَاأُولِى الأبْصار.

(۲)

اس قسم کا ایک اخلاق سوز، روح فرسا واقعہ حضرت کے سفر ”سید پور“ پر پیش آیا، اس واقعہ میں جس غنڈے نے سب سے زیادہ فرعونیت دکھائی تھی اگلے دن ہی تالاب میں غرق ہو گیا، ایک پولیس افسر جو باوجود قدرت کے تماشائی بنا رہا اگلے روز ہی اس کا بیٹا مر گیا۔

ایک اور واقعہ سلہٹ میں پیش آیا، جب لیگیوں نے بعد نماز جمعہ وہاں کی مسجد کو مسلمانوں کے خون سے لت پت کیا، خدائے پاک کی براہ راست نگرانی نے حضرت مدنیؒ کی حفاظت فرمائی ورنہ حضرت کی زندگی کے آثار نہ تھے............اس دن ایک خادم نے عرض کیا کہ ان لوگوں پر بددعا فرمایئے تو حضرت نے فرمایا:

’’بھائی جب رسول اللہ ﷺ نے بدلہ نہیں لیا تو میں ان کا غلام ہو کر کیا بدلہ لوں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وہ اس قوم کو ہدایت دیں، اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں‘‘۔
(ماخوذ از کتاب چراغ محمد ﷺ)

محبوبیّت کے باوجود مصائب و تکالیف کی وجہ:

اللہ جل شانہ کے محبوبین پر باوجود اس قدر محبوبیت کے مصائب و تکالیف پہنچنے سے کسی کے دل میں خلجان نہ ہونا چاہیے، کیوں کہ ان مصائب میں چند حکمتیں ہیں:

(۱)

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ دنیا کی وقعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں بلکہ یہ بکری کے مردار سڑے ہوئے بچے سے زیادہ اللہ پاک کو ناپسند ہے۔ تو جو چیز اس کو ناپسند ہے وہ چاہتے ہیں کہ میرے محبوبین بھی اس کو ناپسند رکھیں، تو گاہے گاہے وہ مصائب کی چاشنی سے اپنے محبوبین کو دنیا کی حقیقت سمجھاتے ہیں تاکہ ان کا دل بھی اس مردار دنیا سے ہٹا رہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عطاء اللہ اسکندری شاذلیؒ الحکم میں فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے دنیا کو اعتبار کا محل (مقام عبرت) اور کدورتوں کا معدن (یعنی پریشانیوں کی جگہ) اس لیے بنایا تاکہ تجھ کو اس سے بے رغبت کرے‘‘۔

(۲)

چونکہ اللہ پاک نے اس انسان کو بندگی کے لیے پیدا فرمایا ہے تو مصائب و آلام میں بندگی کا ظہور ہوتا ہے، انسان کو سرتاپا اپنا عجز نظر آتا ہے اور اس کی خلقت کا مقصد تام و کامل ہو جاتا ہے اور باطنی طور پر معرفت و انوار الٰہی کی اس پر وہ بارشیں ہوتی ہیں جو خوشحالی اور فراخی میں نہیں ہوتیں۔ حضرت شیخ عطاء اللہؒ فرماتے ہیں:

’’تیرے اوقات میں بہتر اور عمدہ وقت وہ ہے جس میں تو اپنی حاجتمندی کا مشاہدہ کرے اور اپنی ذلت و خواری کی طرف لوٹے‘‘

اس لیے اولیائے کاملین فرماتے ہیں کہ مصائب و تکالیف میں انسان برسوں کی مسافت تھوڑے سے وقت میں طے کرلیتا ہے۔

(۳)

بسا اوقات اللہ پاک نے اپنے کسی (محبوب) بندے کے لیے کوئی درجہ لکھ دیا ہوتا ہے جس پر وہ اپنے اعمال سے نہیں پہنچ پاتا تو مصائب و تکالیف کے ذریعے اس کو اس مرتبے پر پہنچا دیا جاتا ہے۔

بہر حال اولیأ اللہ کے مصائب کو اپنے اوپر قیاس کرنا انتہائی نادانی ہے بلکہ یہ کفار اور مشرکین کا شعار رہا ہے کہ انہوں نے اللہ کی محبوب ترین، مقدس ہستیاں انبیائے کرام علیہم السلام کے مصائب کو اپنے اوپر قیاس کیا یہاں پر ان مصائب میں فرق کو حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ارشاد کی روشنی میں عرض کیا جاتا ہے: وہ یہ ہے کہ عموماً مصائب و تکالیف تین طرح ہوتی ہیں: ۱۔ عذاب کی وجہ سے۔ ۲۔ گناہوں کی معافی کے لیے۔ ۳۔ رفع درجات کے لیے۔

اوران کا فرق اثرات سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اگر مصیبت واقع ہونے پر انسان (نعوذ باللہ) قدرت پر معترض ہوجائے اور غیر شرعی باتیں بکنا شروع کردے تو یہ مصیبت اس پر عذاب الٰہی ہے اور اگر ایسی بات نہ ہو لیکن وہ گنہگار ہے اور صبر و ضبط سے کام لے رہا ہے تو یہ مصیبت اس کے لیے رحمت ہے اور اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے —— اور اگر وہ نیکوکار ہے اور مصیبت کے ساتھ اس کے دل پر ایک خاص قسم کی طمانیت ہے تو یہ مصیبت رفع درجات کے لیے ہے —— جیسا کہ اولیأ اللہ کے حالات میں یہ بات کثرت سے نظر آتی ہے کہ وہ بیماری اور تکالیف میں بھی ایسا سکون محسوس کرتے ہیں جو عوام کو خوشحالی میں نصیب نہیں ہوتا —— ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء و الله ذوالفضل العظيم.

ے

رہ جائے نہ گنجائشِ دنیا مرے دل میں   یوں دین سما جائے سراپا مرے دل میں

ہمدم جو مصائب میں بھی ہوں میں خوش وخرم   دیتا ہے تسلی کوئی بیٹھا مرے دل میں

ثمرہ نمبر ۳۴/۳۵/۳۶ رضائے محبوب کاپروانہ اور ہمیشہ کی جنت اور عظیم کامیابی

راہ عشق ومحبت میں ظاہری احکامات کومحبوب حقیقی جلّ شانہ کی رضا کے مطابق بجالانے کے ساتھ باطن میں اخلاص واحسان کوحاصل کرنا مقصود ہوتا ہے جس کے حصول پر اللہ جلّ شانہ کی رضائے کامل حاصل ہوتی ہے، جس کوآیت ذیل میں محبوب حقیقی جلّ شانہ نے خود ذکر فرمایاہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِوَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْاعَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَاالْاَنْهٰرُخٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَداً ذٰلِكَ الْفَوْزُالْعَظِيْمُ(سورہ توبہ آیت نمبر۱۰۰)

اوروہ مہاجرین اورانصارجنہوں نے سب سے پہلے ایمان قبول کیااوروہ لوگ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ مہاجرین وانصارکااتباع کیااللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوااوروہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے اورخدانے ان کے لئے ایسے باغ تیارکررکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گےاوران انعامات کاحصول بڑی کامیابی ہے۔آیت بالامیں اللہ جلّ شانہ نے اپنے حبیب ومحبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنتی ہونے کااوران سے اپنی رضا کااعلان واضح طورپرفرمادیا،اورصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعدقیامت تک ان کے پیروکاروں میں اخلاص واحسان کی قید کے ساتھ اپنی رضا کی بشارت اورجنت کے حصول اورعظیم کامیابی کی خوش خبری بیان فرمادی ہے۔

اس آیت میں ایک طرف تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنتی ہونے اوران کواللہ جلّ شانہ کی رضائے دائمی حاصل ہونے کی دلیل ہے تودوسری طرف قیامت تک کے آنے والےان کے وہ پیروکارجواخلاص واحسان کے ساتھ متصف ہیں ان کے لئے بھی بشارت ہے اللہ کریم

اپنے فضل سے راقم اور ناظرین کو اخلاص اور احسان اور اپنی رضا وجنت سے سرفراز فرمائے (آمین) اور محبت اخلاص سکھاتی ہے یعنی ہر کام میں محبوب کی طرف نگاہ ہوجائے اسی کی رضا مقصود ہوجائے بقول حضرت مجذوبؒ:

عشق پہ مجھ کو چارہ گر شوق سے کہہ برا مگر — بہر خدا بس اک نظر سوئے نگار دیکھ کر
اب تو کسی حسین پر پڑتی نہیں بھول کر — ہوگئی اور ہی نظر جلوۂ یار دیکھ کر

موضوع کی مناسبت سے ایک واقعہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

مرشدنا حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ''ایک بار بندہ نے خواب میں اللہ جلّ شانہ کی زیارت کی، دیکھا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا قدس سرہ بارگاہ ذوالجلال میں حاضر ہوئے اور بصد عجز و نیاز معافی کے طلب گار ہیں اور مالک الملک فرماتے ہیں کہ ہم تم سے بہت خوش ہیں، ہم تم سے بہت خوش ہیں اور پھر جنت میں داخلے کی بشارت دیتے ہیں، پھر بندہ (حضرت صوفی صاحبؒ) حاضر ہوا تو مجھے بھی انہیں (حضرت شیخؒ) کے ساتھ جانے کا حکم عالی صادر ہوا''

ع — خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

ثمرہ (۳۷/۳۸/۳۹) خوف اور غم سے نجات اور محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارتیں ملنا اور بارگاہ سید الانام صلّی اللہ علیہ وسلم میں قبولیت:

محبوب حقیقی جلّ شانہ اپنے محبوبین، مقربین، کو دنیاوی غموم اور خوف سے نجات دیتے ہیں اور اس عالم میں ہی مختلف نوع کی ان بشارتوں سے نوازتے ہیں جن سے ان کو عالمِ آخرت میں حقیقتاً نوازنا منظور ہوتا ہے نیز اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز دیتے ہیں جس کی بشارت سے بھی کبھی کبھی ان کو نوازا جاتا ہے، ان ثمرات سے متعلق آیات ذیل میں

ارشاد ہے۔

الاان اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم یحزنون،الذین اٰمنواو کانوایتقون لهم البشریٰ فی الحیٰوة الدنیا وفی الآخرة لاتبدیل لکلمٰت الله ذٰلك هوالفوزالعظیم (سورۃ یونس آیت نمبر۶۴) یادرکھو جوخدا کے دوست ہیں نہ ان پر کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارت وخوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ کی باتیں بدلتی نہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

(ف) عشاق اولیاء کاملین پر دنیا میں بھی دنیاوی معاملات کی وجہ سے ایسا خوف وغم ان پر مسلط نہیں ہوتا جو ان کے اعتماد علی اللہ اور یقین محکم میں خلل انداز ہوجائے اور آخرت میں بھی ان کو تمام فکروں سے بےفکر اور تمام غموں سے بےغم کردیا جائے گا (ماخوذ از تفسیر عثمانی)

اور اولیاء اللہ کی دو علامتیں تو ایمان وتقوی آیات بالا میں بیان ہوئیں، جس درجے کا ایمان وتقوی ہوگا اسی درجے کی ولایت ہوگی اور حدیث پاک میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ جن کو دیکھنے سے اللہ کی یاد پیدا ہوتی ہے (مظہری بحوالہ بغوی وابن ماجہ) اور ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے اولیاء میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہیں جو میری یاد کے ساتھ یاد آئیں اور جن کی یاد کے ساتھ میں یاد آؤں (بغوی)

اور ایک روایت میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس آیت میں اولیاء اللہ سے کون لوگ مراد ہیں، آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہیں، کوئی دنیوی غرض درمیان میں نہیں ہوتی (مظہری بحوالہ ابن مردویہ)

آیت بالا کے ذیل میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بشارت وہی ہے جو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عموماً اور بعض صحابہ کرام کو خصوصاً دی تھی...... رسول

کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دنیوی بشارت وہ ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو خواب یا بیداری کی حالت میں عالم مثال کا انکشاف کر کے دیتے ہیں (مظہری)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے ''لھم البشریٰ الخ'' کے متعلق استفسار کیا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب سے یہ آیت نازل ہوئی کسی نے تمہارے سوا اس کا مطلب دریافت نہیں کیا (بشریٰ سے مراد) سچا خواب ہے، جو مومن کو دکھایا جاتا ہے، دنیوی زندگی میں بھی اس کے لئے بشارت ہے اور آخرت میں جنت کی بشارت ہوگی (احمد، سعید بن منصور مظہری)

بعض علماء کرام کے نزدیک بشارت سے مراد لوگوں کی طرف سے ستائش وتعریف ہے، ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی اچھے کام تو اپنے لیے کرتا ہے مگر لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، فرمایا یہ مومن کے لیے بشارت (دنیوی) ہے (بغوی) اور مسلم کی روایت میں (محبت کرنے کے بجائے) لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں آیا ہے (مظہری)

راہ عشق ومحبت اختیار کرنے والے کو محبت کاملہ کی وجہ سے ایمان کامل نصیب ہوتا ہے، اور ظاہر وباطن میں محبوب جلّ شانہ کی فرمانبرداری کی وجہ سے تقویٰ کامل نصیب ہوتا ہے بلکہ تقویٰ حقیقتاً انہی حضرات کا نصیب ہے کیوں کہ حدیث پاک میں تقویٰ کا حقیقی مقام اور محل قلب کو فرمایا گیا ہے ارشاد ہے التقویٰ ھھنا، التقویٰ ھھنا، واشار الی صدرہ (متفق علیہ) مجسم رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم نے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کر کے دو بار فرمایا کہ تقوی کا محل اور مقام دراصل یہ جگہ ہے۔

اسی لیے حضرات عشاق اولیاء اللہ زیادہ محنت دل پر کرواتے ہیں کہ اگر دل کی اصلاح ہو جائے تو تمام اعضاء کی اصلاح ہو جاتی ہے کہ دل کو تمام اعضاء کے لیے مرکزیت حاصل ہے۔

پھران حضرات کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد پیدا ہونا، اوران کی یاد سے اللہ تعالیٰ کی یاداور اللہ جل شانہ کی یاد کے ساتھ ان کی یاد ہونا محسوس ومشاہد ہے (جس کے لیے تجربہ شرط ہے) اور ان کا خالص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا بھی بدیہی بات ہے۔

ؔ تمہارے حسن ہی سے فیض لیتے ہیں حسیں سارے ستارے مہر سے جس طرح کسب نور کرتے ہیں
طبیبوں کی سمجھ میں تو مرض آتا نہیں اپنا کہاں ہیں جو مداوائے دل رنجور کرتے ہیں

یہاں موضوع کی مناسبت سے اکابر دیوبند کے استاذ حضرت مولانا شاہ اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اوران کے برادر حضرت مولانا شاہ یعقوب صاحب کا ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے، تحصیل سکندرآباد میں ایک گاؤں ہے ''حسن پور'' بہت بڑا گاؤں ہے ایک وقت میں وہ شاہ اسحاق صاحبؒ اور شاہ یعقوب صاحبؒ کا تھا، مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ فرماتے ہیں: کہ شاہ اسحاق صاحبؒ اور شاہ یعقوب صاحبؒ نہایت سخی تھے اور اکثر تنگی کی وجہ سے کچھ ملول رہتے تھے، لیکن ایک روز میں نے دیکھا کہ دونوں بھائی نہایت ہشاش بشاش ہیں اورخوشی میں اِدھر سے اُدھر آتے جاتے اور کتابیں یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں رکھتے اورخوشی کے لہجے میں آپس میں باتیں کررہے ہیں میں یہ دیکھ کر سمجھا کہ شاید آج کوئی بڑی رقم ہندوستان سے آئی ہے (کہ ہر دوا کابراس وقت مکہ مکرمہ میں تھے) جس سے یہ اس قدر خوش ہیں؟ یہ سمجھ کر میں نے چاہا کہ واقعہ دریافت کروں مگر بڑے میاں (شاہ اسحاق صاحب) سے تو پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی، چھوٹے میاں (شاہ یعقوب صاحب) سے پوچھا کہ حضرت آپ بہت خوش نظر آتے ہیں اس کی کیا وجہ؟ انہوں نے متعجبانہ لہجے میں فرمایا کہ تم نے نہیں سنا؟ میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کل ہمارا گاؤں ''حسن پور'' ضبط ہوگیا، یہ خوشی اس کی ہے کیونکہ جب تک وہ تھا ہم کو خدا پر پورا توکل نہ تھا اور اب صرف خدا پر بھروسہ رہ گیا ہے (ارواح ثلٰثہ ص ۱۰۳)

ؔ بیگانگیٔ خلق سے بے دل نہ ہو غالب کوئی نہیں ہے تیرا، تو ''میری جان'' خدا ہے

اولیاء اللہ کی بشارات مختلف کتابوں میں ان کے احوال کے ساتھ درج ہیں اور اس سلسلے میں بعض حضرات نے مستقل کتابیں بھی تحریر فرمائی ہے جیسے مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا رسالہ الدر الثمین ہے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے بارے میں رسالہ بہجۃ القلوب تالیف حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ مشہور ومعروف ہے۔

بارگاہ سید الانام صلّی اللہ علیہ وسلم میں قبولیت سے متعلق ایک بشارت یہاں پر بعینہ درج کی جاتی ہے جو جامع شریعت وطریقت، قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ کے بارے میں ہے، یہ مولانا ڈاکٹر ماجد علی صاحب کا رؤیائے صالحہ ہے۔ رمضان المبارک میں اعتکاف کے درمیان حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایک بشارت دی تھی جس کو وہاں (اعتکاف میں) بیان نہ کر سکا تھا، وہ بشارت یہ ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکریا (یعنی حضرت والا) رسالہ فضائل درود کی وجہ سے اپنے معاصرین پر سبقت لے گیا، اس نا کارہ کو اس پر تعجب بھی ہوا کہ حضرت والا کی احادیث کی اور دین کی محنت کی اور بھی خدمات ہیں جو بہت اونچی ہیں لیکن بعد کو اشکال رفع ہوا اور دل میں یہ بات آئی کہ رسالہ فضائل درود حضرت والا کے عشق نبوی کی دلیل ہے اور اس اعتبار سے بھی حضرت والا دوسروں پر سبقت لے گئے ہیں (آپ بیتی)

فصل سوم

عاشق کا عالم دنیا سے عالم آخرت کی طرف کوچ اور خصوصی نعمتوں سے سرفراز ہونا

(ثمرہ نمبر:۳۰)شوق لقائے محبوب:

عاشق محبؒ کواللہ جل شانہ اپنی ملاقات کا شوق عطافرما دیتے ہیں اور جب بندہ مومن محب کے دنیا سے کوچ کے اوقات قریب آتے ہیں تو یہ شوق فزوں تر ہوجاتا ہے۔

ے چوں وعدہ وصل شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

سیدالمحبوبین صلّی اللہ علیہ وسلّم کاارشاد ہے

من احب لقاء الله احب الله لقائه ومن كره لقاء الله كره الله لقائه(بخاری ومسلم)	جواللہ جل شانہ سے ملاقات کومحبوب رکھتا ہے اللہ پاک اس سے ملنے کومحبوب رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ پاک اس سے ملنے کو ناپسند فرماتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

حضرت ممشاد دینوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال کے وقت ایک بزرگ ان کے پاس بیٹھے تھے وہ ان کے لئے جنت کے ملنے کی دعا کرنے لگے، حضرت ممشادؒ ہنسے اور فرمایا کہ تیس برس سے جنت اپنی ساری زینتوں سمیت میرے سامنے آتی رہی، میں نے ایک مرتبہ بھی اس کو نگاہ بھر کرنہیں دیکھا(میں تو جنت کے مالک کا مشتاق ہوں)(فضائل صدقات بحوالہ احیاء)

ایک بزرگ کا انتقال ہونے لگا ان کی بیوی رونے لگیں، وہ فرمانے لگے کیوں روتی ہے، وہ کہنے لگیں تمہاری جدائی سے رورہی ہوں وہ فرمانے لگے اپنے لیے رو میں تو آج کے دن کے

لیے (یعنی اس کے اشتیاق اور انتظار میں) چالیس برس سے رو رہا ہوں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب تھا ان کی بیوی کہہ رہی تھیں "واحزناہ" ہائے افسوس تم جا رہے ہو تو انہوں نے فرمایا "واطرباہ غدا نلقی الاحبہ محمدا صلّی اللہ علیہ وسلّم وحزبہ" یعنی کیسے مزے کی بات ہے کل دوستوں سے ملیں گے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملیں گے اور ان کے ساتھیوں سے ملیں گے۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہو رہا تھا ان کی بیٹی رونے لگیں، فرمایا بیٹی رونے کی بات نہیں ہے، یوں کہو کہ آج کا دن کس قدر خوشی کا ہے کہ میرے باپ کو آج بہت کچھ ملا۔ حضرت مکحول شامی رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہونے لگا تو وہ ہنس رہے تھے، کسی نے پوچھا یہ ہنسی کا وقت ہے؟ فرمانے لگے کیوں نہ ہنسوں جبکہ وہ وقت آ گیا کہ جن سے میں گھبراتا تھا ان سے میں ہمیشہ کو جدا ہوتا ہوں اور جس ذات سے امیدیں وابستہ تھیں اس کے پاس جلدی جلدی جا رہا ہوں۔ حضرت حسان بن سنانؒ کی جب نزع کی حالت تھی تو کسی نے کہا کہ آپ کو بہت تکلیف ہو رہی ہے، فرمانے لگے تکلیف تو ضرور ہے مگر مومن کی تکلیف کا ایسے وقت کیا ذکر ہے جب اس کو حق تعالیٰ شانہ سے ملنے کی امید ہو رہی ہو اور اس پر اس کی خوشی غالب ہو رہی ہو۔ (فضائل صدقات)

بندہ کے مرشد پاک حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ کی زندگی میں وصال محبوب کی تمنا اور موت کی یاد بہت غالب تھی، جو حضرات حضرت والا کو ۴۰ سال سے جانتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت صوفی صاحبؒ کو ہم نے ہمیشہ ہی موت کو بکثرت یاد کرنے والا پایا، آپ نے اپنے انتقال سے چند روز قبل درج ذیل شعر کا دوسرا مصرع پڑھا

؎ موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو   غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو

اسی طرح بندہ کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد زبیر صاحبؒ موت کو کثرت سے یاد کرنے والے تھے اور بسا اوقات بڑے درد سے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

؎ تو سامنے ہو، میں سجدہ کروں   تب لطف ہے سجدہ کرنے کا

تو اور کہیں میں اور کہیں تیرے نام کا سجدہ کون کرے
پردے سے نکل او پردہ نشیں تیرے در پہ پڑے گھستے ہیں جبیں
دکھلا دے جھلک او ماہِ مبیں محشر کی تمنا کون کرے

(ثمرہ نمبر:۳۱)عاشق کی موت کا منظر:

اللہ جل شانہ کے محبّ عاشق کی موت کا منظر آیت ذیل میں محبوب حقیقی جلّ شانہ نے خود بیان فرمایا ہے جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک اپنے محبوب کو کس شان اور محبت سے اپنے پاس بلاتے ہیں، ارشاد ہے:

یا ایتھا النفس المطئنۃ،ارجعی الیٰ ربك راضیةً مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (سورۃالفجر)	(ترجمہ) اے اطمینان وسکون یافتہ روح تو اس شان سے اپنے رب کی طرف چل کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی، پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا اور میری بہشت میں داخل ہوجا۔

یہ خطاب بعض کے نزدیک موت کے وقت ہوگا اور بعض کے نزدیک قبر سے اٹھائے جانے کے وقت ہوگا اور حضرت قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں کہ دونوں وقت بھی ہوسکتا ہے (اس لیے دونوں اقوال میں تضاد نہیں) نیز حضرت قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں:

''نفس مطمئنہ'' وہ نفس ہے جس کو اللہ کی یاد اور طاعت سے ایسا سکون حاصل ہوتا ہے جیسا مچھلی کو پانی میں حاصل ہوتا ہے، ایسا سکون اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے، جب نفس امارہ بنانے والی رذیل صفات سے بالکل پاک کرلیا جائے اور اوصاف قبیحہ زائل کردئے جائیں، مگر ان ناپاک اوصاف کا ازالہ اسی وقت ممکن ہے جب اللہ کے اوصاف حسنہ کا پرتو پڑجائے اور نفس ان جلوہ پاشیوں میں فنا ہوکر بقاء باللہ حاصل کرلے (تفسیر مظہری) آیت بالا کے علاوہ مختلف احادیث

میں اس منظر کی وضاحت تفصیل سے موجود ہے اس کے لئے رسالہ موت کی یاد کا مطالعہ مفید ہوگا۔

چند عاشقوں کے وصال کا منظر:

شیخ ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک جماعت فقراء کی آئی، ان میں سے ایک فقیر بیمار ہوا اور مدت دراز تک بیمار رہا ہمراہی اس کی تیمارداری سے تنگ آگئے اور ایک دن اس کی شکایت کی، شیخ نے اپنے نفس کے خلاف قسم کھائی کہ اس کی خدمت وہ آپ ہی کریں گے اور ایسا ہی ایک مدت تک کیا پھر وہ فقیر مر گیا، شیخ نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور کفن پہنایا، اور نماز پڑھ کر دفنا دیا جب قبر میں لٹا کر اس کے سربند کھولا تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، پھر اس نے کہا اے ابوعلی مجھے اپنے مرتبے کی قسم ہے کہ میں قیامت میں تیری مدد ضرور کروں گا جبکہ تو نے اپنے نفس کے مخالف ہو کر میری مدد کی۔

شیخ ابوسعید خزار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا ایک دن باب بنی شیبہ پر سے نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت نوجوان کی لاش رکھی ہے میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے اے ابوسعید تم نہیں جانتے کہ محبان الٰہی نہیں مرتے اگرچہ ظاہر میں مر جائیں بلکہ وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرتے ہیں۔

ابویعقوب سنوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید مکہ میں آیا اور کہنے لگا اے استاد کل ظہر کے وقت میں مر جاؤں گا، یہ دینار لیجئے اور نصف دینار سے میرا کفن اور نصف سے دفن کیا جائے، جب ظہر کا وقت آیا تو وہ شخص حرم میں آیا اور طواف کیا اور وہاں سے کچھ آگے بڑھ کر مر گیا، میں نے اسے غسل دے کر دفنایا، جب قبر میں رکھا گیا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کیا مرے پر زندہ ہو رہے ہو؟ تو اس نے کہا میں تو زندہ ہی ہوں اور محبان خدا زندہ

رہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک مرید کی میت کو غسل دے رہا تھا کہ اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا اے بیٹے انگوٹھا چھوڑ دے، میں جانتا ہوں کہ تو مرا نہیں ہے بلکہ یہ انتقال ہے ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف، یہ سن کر اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا (نزہۃ البساتین)

راقم الحروف کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ زبیر صاحبؒ نے بوقت وصال ''اللہ'' کہا اور محبوب حقیقی سے جا ملے اور راقم کے محسن و مشفق بزرگ سیدی حضرت شاہ جلیل احمد صاحبؒ نے بوقت وصال تین بار ''اللہ اللہ'' کہا اور اپنے محبوب کی طرف کوچ فرمالیا اور بندے کے مرشد پاک حضرت صوفی محمد اقبال صاحبؒ کے وصال سے ایک دن قبل سے اسم ذات اللہ اللہ آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوا اسی میں آپ کا وصال ہو گیا۔

اسی طرح بندے کے ایک قریبی دوست بھائی انیس صاحب کی موت بھی بہت قابل رشک ہوئی، اپنی ہمشیرہ کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے، مسکرا کر کہا سبحان اللہ سبحان اللہ، پھر کسی سے مصافحہ کیا، پھر کمرے میں آ کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر بعد قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھتے ہوئے وصال ہو گیا۔

؎ کس کے آنے کی خبر نزع میں سن پائی ہے
جان رگ رگ سے جو آنکھوں میں سمٹ آئی ہے
تجھ پہ مرتا ہوں تو اس طرح قضا آئی ہے
جیسے اک عمر سے آپس میں شناسائی ہے

(ثمرہ نمبر ۳۲) عاشق کی قبر کے اندر کا منظر:

اور جب اس کی نعش قبر میں رکھی جاتی ہے تو اس کی نماز اس کی دائیں طرف کھڑی ہو جاتی ہے اور روزہ بائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کا ذکر سر کی طرف کھڑا ہو جاتا

ہے اور جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے جو قدم اٹھائے تھے وہ پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور مصائب پر صبر کرنا اور گناہوں سے دور رہنے کی پابندیوں پر صبر، قبر کی ایک جانب کھڑے ہو جاتے ہیں اس کے بعد عذاب اس میت کی قبر میں گردن نکالتا ہے اور مردہ تک پہنچنا چاہتا ہے تو اگر وہ دائیں طرف سے آنا چاہتا ہے تو نماز اس کو کہتی ہے کہ پرے ہٹ خدا کی قسم یہ ہمیشہ مشقت اٹھاتا رہا ہے ابھی ذرا راحت سے سویا ہے، پھر وہ بائیں طرف سے آتا ہے روزہ اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے، پھر وہ سر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت اور ذکر اس کو روک دیتے ہیں، کہ ادھر سے تیرا راستہ نہیں غرض وہ جس جانب سے قریب جانا چاہتا ہے اس کو راستہ نہیں ملتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کو ہر جانب سے عبادتوں نے گھیر رکھا ہے وہ عذاب عاجز ہو کر واپس چلا جاتا ہے اس کے بعد صبر جو ایک کونہ میں کھڑا تھا ان عبادتوں سے کہتا ہے کہ میں انتظار میں تھا کہ اگر کسی جانب کمزوری (عبادتوں میں کسی قسم کی کمزوری) ہو تو میں اس جانب مزاحمت کروں گا الحمدللہ تم سب نے مل کر اس کو دفع کر دیا، اب محشر کی ترازو میں اعمال تلنے کے وقت اس کے کام آؤں گا، اس کے بعد دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں جن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہوتی ہیں، اور آواز بادلوں کی طرح گرجدار ہوتی ہے، ان کے دانتوں کی کچلیاں گائے کے سینگوں کی طرح نکیلی ہوتی ہیں، ان کے منہ سے سانس کے ساتھ آگ کی لپٹیں نکلتی ہیں بال اتنے لمبے کہ پاؤں تک لٹکے ہوئے، نرمی گویا ان کے پاس سے بھی نہیں گزری ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک بھاری گرز یعنی ہتھوڑا ہوتا ہے وہ مردہ سے کہتے ہیں بیٹھ جا، مردہ ایک دم بیٹھ جاتا ہے اور کفن اس کے سر سے نیچے سرک کر کمر تک آجاتا ہے وہ سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کا کیا نام ہے؟ وہ مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ جل شانہ ہے میرا دین مذہب اسلام ہے میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہ دونوں کہتے ہیں تم نے صحیح جواب دیا ہے اس کے بعد وہ قبر کی دیواروں کو سب طرف سے ہٹا دیتے ہیں جس سے

وہ کھل جاتی ہے دائیں بائیں سرہانے، پائنتی چاروں طرف سے بہت وسیع ہو جاتی ہے اس کے بعد وہ کہتے ہیں اوپر سر اٹھا، مردہ جب سر اٹھاتا ہے تو اسکو ایک دروازہ نظر آتا ہے جس میں سے جنت نظر آتی ہے وہ کہتے ہیں اے اللہ کے دوست وہ جگہ تمہارے ہمیشہ رہنے کی ہے اس وجہ سے کہ تم نے اللہ کی عبادت وطاعت میں زندگی بسر کی ہے۔

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس میت کو اس وقت ایسی خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوٹے گی اس کے بعد فرشتے کہتے ہیں کہ پاؤں کی طرف دیکھو، وہ دیکھتا ہے تو جہنم کا ایک دروازہ نظر آتا ہے وہ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی تم نے اس دروازے سے نجات پائی اس وقت بھی مردہ کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوٹے گی اس کے بعد اس قبر میں ستر دروازے جنت کی طرف کھل جاتے ہیں اور قبر خوب کشادہ ہو جاتی ہے، جنت کی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں قبر میں آتی رہتی ہیں، اور قیامت تک یہی کیفیت باقی رہتی ہے۔ (اتحاف)

اور مشکوٰۃ میں (بروایت احمد) یہ الفاظ بھی ہیں کہ وہ یہ پوچھتے ہیں کہ یہ (یعنی حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں جو تمھارے درمیان بھیجے گئے تھے وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ کے رسول ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم نے کیسے جانا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور (دل سے) اسے سچ جانا، پھر خدائے پاک کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے، اس کے لیے جنت کا بستر بچھاؤ، اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ الخ (مشکوٰۃ)

حضرت رابعہ بصری رحمہا اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کو بعد وفات کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ منکر نکیر کے ساتھ کیسا معاملہ رہا؟ انہوں نے جواب دیا کہ نکیرین نے جب مجھ سے یہ سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے تو میں نے کہا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ جب تو نے

پوری مخلوق کے خیال کے باوجود ایک ناسمجھ عورت کو فراموش نہیں کیا تو وہ پھر تجھے کیسے بھول سکتی ہے۔الخ (ازتذکرۃ الاولیاء) اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال سے متعلق ایک عاشق محبّ، اللہ والے کا تخیل اس طرح ہے۔

مجھ سے اگر یہ پوچھتے ہیں تو بتا یہ کون ہیں؟
مرکر یہاں پہنچا ہوں میں اس دلربا کے واسطے

ثمرہ نمبر ۳۶/۳۵/۳۴/۳۳ میدان حشر مین نورانی چہرے ،نور کے منبر اور عرش کا سایہ نصیب ہونا اور انبیاء وشہداء کے لیے قابل رشک ہونا:

راہ عشق ومحبت کا نہایت مبارک ثمرہ روز قیامت خصوصی اعزاز واکرام کی صورت میں ظاہر ہوگا اس راستے میں اللہ جل شانہ کی رضاء ومحبت ہی کی بناء پر اپنے شیخ سے مرید کو اللہ کے لیے محبت ہوتی ہے (بلکہ دیگر اللہ کے محبوبوں سے بھی محبت اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے) اور اس لیے اللہ کے لیے محبت کرنا اس راستے پر چلنے والوں کا خصوصی شعار ہوتا ہے، جس پر روز قیامت غیر معمولی انعامات نصیب ہوں گے یعنی محبوب حقیقی جل شانہ کے عرش کا سایہ، چہروں کا نورانی ہونا، نور کے منبروں پر بٹھایا جانا، چنانچہ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل احادیث میں تصریح آئی ہے۔

عن عمر رضي الله عنه قال ،قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من عبادالله لاناسا ماهم بانبياء ولاشهداء،يغبطهم الانبياء والشهداء يوم القيامةبمكانهم من الله ،قالوايارسول الله تخبرنا من هم قال هم قوم تحابوابروح الله من غير ارحام بينهم ولا اموال يتعاطو نها فوالله ان وجوههم لنوروانهم لعلى نور لايخافون اذا خاف الناس ولا يحزنون اذاحزن الناس وقرأ هذه الآية الا ان اولياء الله لاخوف عليهم ولاهم

یخزنون(ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ جل شانہ کے بعض بندے ایسے ہوں گے کہ وہ انبیاء اور شھداء نہیں ہونگے مگر روز قیامت ان پر انبیاء اور شھداء بھی رشک کر رہے ہوں گے اللہ جل شانہ کے نزدیک ان کی خاص منزلت کی وجہ سے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ بتائیں گے کہ وہ کون ہوں گے؟ تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت کی بنا پر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے نہ تو آپس میں رشتہ داری اس محبت کا سبب تھی نہ مال کا لینا دینا اس کا سبب تھا، پس خدا کی قسم ان کے چہرے منوّر ہوں گے اور وہ خود نور کے منبروں پر ہوں گے پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے نے بطور دلیل یہ آیت تلاوت فرمائی ''الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون (ابوداؤد)

(فائدہ) اس حدیث مبارک میں انبیاء کرام صلوات اللہ علیھم کے رشک کرنے پر شراح حدیث نے مختلف توجیہات کی ہیں

(۱) یہ کہ بسا اوقات کسی چھوٹے کو ایسی چیز نصیب ہوتی ہے جو بڑوں کے لیے قابل رشک ہوتی ہے تو وہ خاص بات قابل رشک ہو جاتی ہے اگر چہ بڑوں کے مراتب دوسرے اعتبار سے بہت زیادہ ہوتے ہیں (اس لیے یہ جزئی فضیلت ہے)

(۲) بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد ان کے حال پر خوش اور مسرور ہونا اور ان کے عمل کو مستحسن جاننا ہے

(۳) راقم کے مرشد پاک حضرت مولانا صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنیؒ سے مدینہ پاک میں مولانا موسیٰ خان (روحانی بازی) نے اس حدیث کے بارے میں استفسار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ جیسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مکمل دین پر عمل پیرا ہوئے مگر بعض بعض اوصاف میں ان کے خصوصی امتیازات ہیں بعض رحمدلی میں، بعض حب فی اللہ میں، بعض بغض فی اللہ میں، بعض حیا

میں، بعض قضا میں، بعض علوم قرآن میں وغیرہ وغیرہ اس طرح انبیاء کرام بھی سب مقرب الی اللہ ہیں مگر خصوصی اوصاف میں بعض بعض سے بڑھے ہوئے ہیں، تو ان میں بھی جو حب فی اللہ میں بڑھے ہوں گے وہ اس فضیلت کے بھی حامل ہوں گے جب کہ دیگر انبیاء شامل نہ ہوں گے اس جواب سے مولانا موسیٰ صاحبؒ بہت مسرور ہوئے اور اس کو پسند فرمایا۔

حدیث نمبر:۲عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلم ان الله يقول يوم القيامه اين المتحابون بجلالي اليوم اظلهم في ظلي يوم لاظل الا ظلي (رواه مسلم)	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جلّ شانہ روزِ قیامت ارشاد فرمائیں گے کہ کہاں ہیں میری عظمت وجلال کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا جب کہ آج میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں (یعنی عرش خداوندی کا سایہ) (مسلم شریف)

ایک بزرگ اللہ والے فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے اہل قبور کے مقامات معلوم ہو جائیں، چنانچہ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم کی گئی ہے اور قبریں شق ہوئی ہیں، ان میں کوئی سندس کے فرش پر کوئی حریر پر، کوئی دیبا پر کوئی تخت پر، کوئی پھولوں کی سیج پر سویا ہوا ہے اور کوئی رو رہا ہے، کوئی ہنس رہا ہے میں نے کہا اے اللہ اگر آپ چاہتے تو ان سب کو ایک حال کر دیتے اسی وقت اہل قبور میں سے ایک نے چلّا کر کہا، اے شخص یہ مراتب اعمال کے ہیں، اصحاب سندس نیک خلق والے لوگ ہیں، اصحاب دیبا وحریر شھداء ہیں، پھولوں کی سیج والے لوگ صائمین ہیں، اور ہنسنے والے لوگ اہل توبہ اور رونے والے لوگ گنہگار ہیں اور بڑے درجوں والے اللہ کے واسطے باہم محبت رکھنے والے لوگ ہیں (نزہتہ البساتین)

ثمرہ نمبر (۳۷/۳۸/۳۹/۴۰) جنت میں خصوصی نعمتوں سے سرفراز ہونا

راہِ عشق ومحبت کا مبارک اور عظیم ثمرہ جنت میں خصوصی نعمتوں کا نصیب ہونا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان فی الجنة لعمدا من یاقوت علیہا غرف من زبرجد لہا ابوب مفتحة تضیء کما یضیء الکوکب الدری یسکنہا المتحابون فی اللہ تعالیٰ والمتجالسون فی اللہ تعالیٰ والمتلاقون فی اللہ (مشکوٰۃ)

(۱) جنت میں یاقوت کے ستون ہونگے جن پر زبرجد (یعنی زمرد) کے بالا خانے ہوں گے ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے ان بالا خانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکھٹے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں۔ (مشکوٰۃ)

(۲) جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو جن نعمہائے خداوندی سے مشرف کیا جائے گا ان میں بہت سے مقامات پر پاکیزہ شراب بھی ہے جو دنیاوی شرابوں سے بالکل مختلف ہوگی، وہ اللہ کی محبت کا نشہ بڑھائے گی، پھر ان شرابوں کی بھی مختلف قسمیں ہیں، قرآن کریم کے اخیر پارے کی ''سورۃ التطفیف'' میں عام جنتیوں کی نعمتوں کے ساتھ ایک نعمت شراب کا ذکر ہے، مگر سب سے اعلیٰ درجے کی شراب ''تسنیم'' ہے جو خاص مقرب لوگوں کے لیے ہے اور عام جنتیوں کو اس شراب میں سے آمیزش کی جائے گی، جب کہ مقربین اس کو لبالب پی رہے ہوں گے، چنانچہ ارشاد ہے:

ومزاجه من تسنيم ط اوراس شراب میں سے تسنیم سے آمیزش ہوگی (وہ تسنیم)
عينا يشرب بهاالمقربون ایک چشمہ ہے جس میں سے مقربین بارگاہ لوگ پئیں گے۔

ضحاکؒ نے فرمایا کہ تسنیم ایک شراب کا نام ہے جنت کی اعلیٰ شرابوں میں اس کا شمار ہے اور حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ''تسنیم'' اہل قرب کے لیے مخصوص ہے اہل قرب اس کو کسی چیز کی آمیزش کے بغیر پئیں گے اور باقی اہل جنت کے لیے اس میں آمیزش کی جائے گی۔

(۳) من احب سنتی فقد احبنی جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے
ومن احبنی کان معی فی مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت
الجنة (ترمذی، مشکوٰۃ) کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(فائدہ) راہ عشق ومحبت کا کتنا عظیم الشان نفع اور بیش بہا نعمت ہے کہ اس کی برکت سے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں رفاقت نصیب ہوگی، جس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دیدار کے لیے ساری کائنات ترستی ہے بلکہ بہت سے عاشقوں نے جنت کی تمنا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خواہش میں کی ہے۔

ؔ ہمیں اس لیے ہے تمنائے جنت کہ جنت میں ان کا نظارہ کریں گے

اس شاہ خوبان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت جنت میں نصیب ہو جانا کتنا بڑا انعام اور نعمتِ بے مثال اور دولتِ لازوال ہے، یہاں راقم الحروف کے مرشد پاک حضرت صوفی محمد اقبال صاحب قدس سرہ کا ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں ایک ذاکر شاغل بزرگ نے حضرت صوفی صاحب قدس سرہ کی وفات کے چند دنوں بعد ان کی زیارت کی، عرض کیا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی۔ والحمدللہ رب العٰلمین

؎ عشاق مدینہ کی دعا ہے یہ خدا سے جنت میں عطا ہم کو مدینے کی فضا کر

اور حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ فرماتے ہیں

؎ میں جنت میں بھی پھر رہا ہوں یہ کہتا مدینہ ، مدینہ ، مدینہ ، مدینہ

(۴) راہ عشق و محبت کا مبارک ثمرہ اور جنت کی ایک خصوصی نعمت رحمان وودود جل شانہ کا اپنے خاص مقربین و محبوبین کو بلا واسطہ ملائکہ اور غلمان جنت کے خود شراب طہور پلانا ہے جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

وسقٰهم ربهم شراباً طهوراً ۔	اور ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پینے کو دے گا
ان هذا كان لكم جزاءً وكان	اور ان اہل جنت سے کہا جائے گا یہ سب نعمتیں
سعيكم مشكوراً (الدھر ۲۳)	تمہارا صلہ ہیں اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔

یہاں پہلی آیت مبارکہ کی تفصیل میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ چند اقوال ذکر فرما کر قول راجح ذکر فرماتے ہیں: وسقٰهم ربهم شراباً طهوراً O (تمام گندگیوں سے اور ہاتھوں کے چھونے سے پاک) ابوقلابہ اور ابراہیم رحمہما اللہ کا قول ہے کہ جنت کی شراب اہل جنت کے بدن میں ناپاک پیشاب نہیں بنے گی بلکہ پسینہ بن جائے گی جس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی اس کی صورت یہ ہوگی کہ پہلے کھانا دیا جائے گا پھر شراب طہور دی جائے گی، شراب پینے سے ان کے پیٹ پاک ہوجائیں گے اور جو کچھ کھایا ہوگا وہ پسینہ بن کر بدن سے خارج ہوجائے گا جس کی خوشبو خالص مشک جیسی ہوگی (پسینہ آنے کے بعد) پھر کھانے کی خواہش لوٹ آئے گی۔

(۲) مقاتل نے کہا جنت کے دروازے پر پانی کے ایک چشمہ کا نام طہور ہے جو شخص اس کا پانی پیئے گا اللہ اس کے دل سے ہر طرح کا کینہ اور حسد نکال دے گا۔

(۳) بیضاوی نے کہا ان اقوال سے بہتر وہ قول ہے کہ جس میں کہا گیا ہے کہ یہاں شراب کی

ایک اور خاص قسم مراد ہے جو دونوں مذکورہ اقسام سے اعلیٰ ہے اسی کو عطا فرمانے کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے اور اسی کو طہور فرمایا ہے کیونکہ اس کو پینے والا تمام حسی لذتوں کی طرف میلان اور غیر اللہ کی رغبت سے پاک ہو جاتا ہے صرف جمال ذات کا معاینہ کرتا دیدار الٰہی سے لذت اندوز ہوتا ہے، یہ درجہ ثوابِ ابرار کا آخری درجہ اور صدیقین کے ثواب کا ابتدائی مرتبہ اور مبدأ ہے۔ صاحب مدارک نے لکھا ہے بعض کا قول ہے کہ فرشتے اہل جنت کو شراب پیش کریں گے مگر وہ قبول کرنے سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے درمیانی وسائل سے تو ہم مدت دراز سے لیتے رہے ہیں (اب براہ راست لیں گے) اچانک غیب سے بغیر ہاتھوں کی وساطت کے پیالے منہ سے لگ جائیں گے، اس قول کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو ابن ابی الدنیاؒ نے جید سند کے ساتھ نقل کی ہے کہ حضرت ابو امامہؓ نے فرمایا جنتی آدمی شراب کی خواہش کرے گا شراب فوراً اس کے ہاتھ میں آجائے گی وہ پی لے گا پینے کے بعد پیالہ لوٹ کر اپنی جگہ چلا جائے گا، شیخ یعقوب کرخیؒ نے فرمایا کہ سابقین مقربین کو زیرین عرش سے بغیر کسی درمیانی ذریعہ کے شراب ملے گی اور درمیانی درجہ والوں کو یعنی ابرار کو فرشتے دیں گے باقی اہل جنت کو یعنی ان لوگوں کو جو گناہوں کی بخشش کے بعد یا سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل ہوئے ہوں گے، غلمان شراب پیش کریں گے، میں کہتا ہوں ان آیات میں ابرار کے احوال کا تذکرہ ہے اس لیے ممکن ہے کہ کبھی غلمان کے ذریعے سے کبھی ملائکہ کے ذریعے سے اور کبھی بغیر کسی ذریعہ کے شراب دی جائے البتہ اہل قربت کو اکثر بغیر واسطہ کے دی جائے گی (تفسیر مظہری ج ۱۲)

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں مکہ معظمہ کے قصد سے گزر رہا تھا مجھے شدت کی پیاس لگی تو میں قبیلہ بنی مخزوم میں چلا گیا میں نے ایک چھوٹی خوبصورت لڑکی دیکھی وہ گنگنا کے اشعار پڑھ رہی تھی، میں اس کے فعل کو دیکھ کر متعجب ہوا حالانکہ وہ بالکل بچی تھی، میں نے کہا اے لڑکی کیا تجھے حیا نہیں آتی، اس نے کہا چپ رہ اے

ذوالنون، میں نے رات شرابِ محبت خوشی کے ساتھ نوش کی ہے اور صبح کے وقت مولا کی محبت میں مخمور اٹھی ہوں میں نے کہا اے لڑکی میں تجھے عقلمند پاتا ہوں مجھے کچھ نصیحت کر، کہا اے ذوالنون سکوت کو لازم پکڑ اور دنیا سے تھوڑی روزی پر راضی رہو تو تم جنت میں اس حیّ وقیّوم کی زیارت کرو گے جو کبھی نہیں مرتا ہے میں نے کہا تیرے پاس کچھ پانی ہے، کہا میں تجھے پانی بتاتی ہوں، میں نے گمان کیا کہ وہ مجھے پانی کا کنواں یا چشمہ بتائے گی، میں نے کہا بتاؤ، کہا لوگ قیامت کے دن چار فریق ہوکر پانی پئیں گے، ایک فرقہ کو ملائکہ پلائیں گے، حق تعالیٰ فرماتا ہے، بیضاء لذۃٍ للشاربین یعنی وہ شراب سفید ہوگی اور پینے والوں کو لذت بخشے گی اور ایک فرقہ کو رضوان داروغہ جنت پلائیں گے حق تعالیٰ فرماتے ہیں ومزاجہ من تسنیم یعنی اس شراب میں تسنیم کا پانی ملا ہوا ہوگا اور ایک فرقہ کو حق جل جلالہ پلائیں گے اور وہ لوگ بندگان خاص ہوں گے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وسقاھم ربھم شراباً طھوراً یعنی حق تعالیٰ ان کو شراب طہور پلائیں گے پس تم دنیا میں اپنا راز کسی پر اپنے مولا کے سوائے ظاہر نہ کرو تا کہ آخرت میں حق تعالیٰ تمہیں اپنے ہاتھ سے پلائیں رضی اللہ عنہا۔ مؤلف (صاحبِ روض) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح اصل کتاب میں مذکور ہے کہ تین فرقوں کو ذکر کیا ہے اور چوتھے کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے، واللہ اعلم شاید چوتھا فرقہ وہ ہوگا جنہیں بچے پلائیں گے، چنانچہ حق تعالیٰ جل جلالہ فرماتے ہیں ویطوف علیھم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکأس من معین اور یہ فرقہ گو ترتیب میں اخیر فرقہ ہے مگر جنہیں حق تعالیٰ پلائیں گے یہ ان سے نیچے کے درجے میں ہونگے اور سب سے برتر جو اخیر فرقہ ہے وہی ہے جس کو حق تعالیٰ پلائیں گے کیونکہ اختتام افضل واشرف واکمل ہوا کرتا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

محبت کریں تو کیسے؟

گذشتہ اوراق میں راہ عشق ومحبت اور اس کے ثمرات وبرکات قرآن وحدیث کی روشنی

میں عرض کیے گئے جو عام فہم اور بآسانی سمجھ آسکیں، ان کے علاوہ بھی بہت سے ثمرات ہیں جن کو سمجھنے کے لیے اس راہ کو اختیار کرنا پڑتا ہے اس کے بغیر ان کا ادراک مشکل ہے جیسے ''آم'' کا پھل ہے اس کے جتنے بھی خواص اور فوائد انسان کتابوں میں پڑھ لے مگر اس کے چکھے بغیر اس کا ذائقہ سمجھ ہی نہیں آسکتا، اسی طرح محبت کا راستہ اختیار کیے بغیر اس کا حقیقی ثمرہ اور ذائقہ سمجھنا مشکل ہے۔

نیز جیسے ہر فن اس کے ماہرین کی صحبت میں سیکھا جاتا ہے، لوہار بننے کے لیے لوہار کے پاس، درزی بننے کے لیے خیاط کے پاس، سُنار بننے کے لیے سناروں کے پاس بیٹھنا پڑتا ہے اور ان کی ہدایات پر عمل کرنا پڑتا ہے اسی طرح ''عاشق'' بننے کے لیے عشاق کے پاس بیٹھنا اور ان کی ہدایات کی روشنی میں ذکر و شغل کرنا ہوتا ہے تب حسب مقدور بفضل محبوب حقیقی یہ عشق حاصل ہوتا ہے اور جیسے دیگر فنون شرائط وضوابط کے ساتھ حاصل کیے جائیں تو آسان ہیں اور ان کے بغیر مشکل ـــــ اسی طرح محبت کا راستہ شرائط و آداب کے ساتھ اختیار کیا جائے تو آسان ہے اور خلاف آداب مشکل ہے ـــــ ہمارے اکابر قدس اللہ سرہم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے دیگر بہت سے علوم کی طرح راہ محبت کو بھی آسانی سے سمجھایا ہے اور دور حاضر کے لیے مرشدنا حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ (خلیفۂ خاص حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ) نے حضرت شیخؒ کے حکم پر بہت سی ایسی کتابیں اور رسائل تالیف فرمائے جن کے ذریعے یہ راستہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے ان میں ''کتاب محبت'' خاص طور پر مفیدہ ـــــ آیئے پھر ان کتابوں کو پڑھیں اور عشاق کی خدمت میں محبت کرنا سیکھیں ـــــ اور منتہائے مقصود رضائے محبوب حاصل کریں۔

واللہ الموفق وھو المستعان وصلی اللہ علی حبیبہ سید الاولین والاخرین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

دعاؤں کا محتاج محمد سہیل ۲۱ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ

تالیفات

حضرت اقدس صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ

(۱) ذکراللہ واصلاح قلب سے متعلق تالیفات

ام الامراض	صقالۃ القلوب
فیض شیخ	مجالس ذکر
اکابر کا سلوک واحسان	ابتدائی اذکار واشغال
محبت کا سودا	ذکر واعتکاف کی اہمیت (مجموعہ رسائل ثلثہ)

(۲) سیدالکونین ﷺ کے ادب ومحبت اور تعظیم وتوقیر، درود شریف اور اتباع سنت سے متعلق تالیفات

حقوق خاتم النبیین ﷺ میں درود شریف کا مقام	محبت ومحبوبیت
آداب النبی ﷺ	تحفۂ عشاق
تنویر الابصار	ربیع القلوب
میاں دوکریم	شفاء الاسقام
ایمان بالرسول ﷺ کے لوازمات	مجالس درود شریف
العطور المجموعہ	ترجمہ جلاء الافہام باب رابع مع تقدیم
محبت ہی محبت	درود وسلام کا مقبول وظیفہ

(۳) قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیثؒ اور دیگر اکابر سے متعلق تالیفات

محبوب العارفین	حضرت شیخ کا اتباع سنت اور عشق رسول
بہجۃ القلوب	اکابر کا تقویٰ
چند عبرت آموز واقعات	

(۴) مختلف موضوعات پر تالیفات

محبت کے اشارے
مختصر الحزب الاعظم مع فوائد وفضائل
وطن اصلی کی محبت
یہ ملاحت کدھر سے آئی
بیان العمدہ
حقیقۃ العلم
انوار الصلوٰۃ کے پانچ سبق
سہاگ رات
فضائل النساء
دنیا میں جنت
فضائل لباس

(۵) مختصر کتابچے

بیعت کے بعد
شجرہ نقشبندیہ مع طریقہ ذکر
وصال کے بعد
صاف صاف باتیں
فیض شیخ کا ایک مانع
دستور العمل برائے خواتین

(۶) مختلف رسائل میں شائع کردہ مضامین

مقدمہ بیعت کی شرعی حیثیت
حواشی بر منزل
مقدمہ رسالہ قلب
امام وقت حضرت شیخ الحدیثؒ کا طریقہ سلوک (مطبوعہ ماہنامہ سلوک واحسان محرم صفر ۱۴۰۹ھ
مقدمہ قصیدہ بہاریہ
چند حقائق (اضافہ بر رسالہ تنقید وحق تنقید)
تحدیث بالنعمہ (رسالہ حضرت شیخ کے معمولات رمضان میں مضمون)
الطریق لمن فقد الرفیق

(۷) چند رسائل میں حضرت صوفی صاحبؒ کے بعض خدام نے حضرت کے افادات کو مرتب کیا

سعادت وکامیابی
عورتوں کی خوبیاں
انسانی مُردے کھانے والا گروہ
مرقع اسلام
اخلاص عشق ومحبت اور کثرت اعمال

ناشر
مکتبہ حضرت شاہ زبیرؒ
جامع مسجد ابرار و خانقاہ اقبالیہ جلیلیہ
موبائل: ۰۳۰۰۔۹۲۲۵۵۳۳
: ۰۳۲۱۔۹۲۲۵۵۳۳